برگِ سبز

رشحاتِ قلم

مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی

فاضلِ دیوبند

تذکرہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی رح

پیش لفظ

مولانا عبدالقیوم حقانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

Marfat.com

13

برگِ سبز

تذکرہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھویؒ

رشحاتِ قلم

مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی فاضلِ دیوبند

پیش لفظ

مولانا عبدالقیوم حقانی

حضرت سرگودھویؒ کی سوانحی جھلکیاں، احترامِ اساتذہ، طلبہ وسالکین کی تربیت، فقہ واحکام اور تصوف وسلوک کے نکات، سیاست وخدمتِ خلق کے اصول، اخلاص وللّٰہیت کی نادر مثالیں، عشقِ رسولؐ کے سبق آموز واقعات، تقویٰ، توکل اور مکارمِ اخلاق کا حسین مرقع "ایک اللہ والے کی کہانی اللہ والے کی زبانی"

2058

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ''القاسم اکیڈمی'' محفوظ ہیں

84343

نام	:	برگِ سبز
تصنیف	:	مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی
ضخامت	:	97 صفحات
پیش لفظ	:	مولانا عبدالقیوم حقانی
کمپوزنگ	:	گل رحمٰن ناظم دفتر
تاریخ اشاعت	:	مارچ ۲۰۰۷ء
تعداد	:	1100
قیمت	:	
ناشر	:	القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ سرحد

====== ملنے کے پتے ======

- صدیقی ٹرسٹ صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی 74800
- مولانا سید محمد حقانی مدرس جامعہ ابوہریرہ خالق آباد برانچ پوسٹ آفس نوشہرہ سرحد
- کتب خانہ رشیدیہ مدینہ کلاتھ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
- زمزم پبلشرز نزد مقدس مسجد اردو بازار لاہور
- مولانا خلیل الرحمٰن راشدی، جامعہ ابوہریرہ چنوں موم سیالکوٹ
- مکتبہ سید احمد شہید ۱۰ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور
- اس کے علاوہ اکوڑہ خٹک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ

وّعلیٰ اٰلِ محمّدٍ کما صلّیت

علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰلِ ابراھیم

انّک حمیدٌ مّجیدٌ ۵

اللّٰھمّ بارک علیٰ محمّدٍ وّعلیٰ

اٰلِ محمّدٍ کما بارکت علیٰ

ابراھیم وعلیٰ اٰلِ ابراھیم

انّک حمیدٌ مّجیدٌ ۵

Marfat.com

راستے کھلتے گئے عزمِ سفر کے سامنے
منزلیں ہی منزلیں ہیں اب نظر کے سامنے

خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں رازِ حُسنِ و عشق
اہلِ دل ' اہلِ جنوں ' اہلِ نظر کے سامنے

میرا مقصد جستجو ہے اور پیہم جستجو
میری منزل ہے مری گردِ سفر کے سامنے

تذکرہ ان کے کرم کا اور میرے رُوبرو
بال و پر کا ذکر اِک بے بال و پر کے سامنے

اب نشانِ راہِ منزل ہیں مرے نقشِ قدم
میں کہ تھا گم کردہ منزل راہبر کے سامنے

(کیفی)

Marfat.com

فہرستِ مضامین

برگِ سبز

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
پیش لفظ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	7	فرصت مرض۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	24
برگِ سبز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	15	عنوانات عشرہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	25
اہلِ حق کے وصال کا دردناک پہلو۔	16	بے مثل ذکاوت اور بے نظیر حافظہ کا پس منظر	25
علم کی موت اور جہالت کی ریاست	19	پس منظر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	26
حقوقِ رفتگان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	19	حضرت ابوھریرہؓ کا واقعہ۔۔۔۔۔	26
تین حدیثیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	20	شاہ ولی اللہ کی شہادت۔۔۔۔۔۔	27
مالایدرک کلہ لایترک کلہ	21	دوسرا واقعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	29
ایصالِ ثواب کی ایک اچھی صورت۔	22	تیسرا واقعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	29
قابلِ غور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	22	محنت اور جان فشانی۔۔۔۔۔۔۔۔	31
استدراک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	23	غرض وغایت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	31
ایک درخواست۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	24	دجالین سے حفاظت کا مسنون وظیفہ	32

Marfat.com

عنوان	صفحہ
فولادی سُپر	32
رجالِ غیب	33
اپنی بے بسی	34
آپؒ کی ایک پیشنگوئی	34
آپ کے بعض اشعار	39
پنجابی نعت	40
اہل اللہ کا قلبی احترام	41
واقعہ اولیٰ	43
دوسرا واقعہ	44
ایک آرزو	47
تیسرا واقعہ	49
کمالات اہلِ کمال کی قدردانی	51
دعوتِ غور	54
دعوت بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ	61
اصلاح کا ایک واقعہ	62
شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کا واقعہ	62
منثورات (مختلف باتیں)	64
واجب التقلید خصوصیت	71
عزت کے پجاریو	76
حقیقتِ عزت سے ناواقفو	77
اصل موضوع	80
دردانہ، دربارِ ولایت سے آپکا خطاب	82
آپ کا سیاسی عقیدہ	88
تکملہ	91
==================	==

Marfat.com

پیش لفظ

الحمدلحضرۃ الجلالۃ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الرسالۃ

شیخ جامیؒ فرماتے ہیں۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

حقیقت بھی یہی ہے کہ انسانی سیرت پر کردار و گفتار (بصورت تحریر وتقریر) دونوں اثر انداز ہوتے ہیں۔ وہ بات تیر بن کر دل میں کُھب جاتی ہے جو دل کی گہرائیوں سے نکلی ہو۔ گفتگو اگر حکمت سے لبریز، مٹھاس سے معمور، دلِ دردمند کی ترجمان اور حسنِ بیان سے بھرپور ہو تو ایک ایک حرف اچھا اثر چھوڑتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی کردار سازی میں جہاں آنحضرتؐ کے جمالِ ایمان افروز کا اثر تھا وہاں آپ کے بیانِ فیض ترجمان کی تاثیر کا بھی خاصا حصہ تھا۔ چھوٹی چھوٹی مگر حکمت وموعظت سے لبریز باتیں، تاثیر، کشش اور کیف میں رچے جملے، اور معارف وحقائق کے خزینے دامن میں لیے ہوئے مختصر اقوال بلاشبہ صحابہ کرامؓ کی سیرتوں پر بے پناہ اثرات مرتب کرتے تھے۔ ان سے جہاں ایمان تازہ ہوتا وہاں عرفان کو بھی غذا ملتی، ایک طرف اگر عقل کی گتھیاں سلجھ رہی ہوتیں، تو دوسری جانب ذوق ووجدان

Marfat.com

کی پرورش بھی ہوتی رہتی، گفتار کی شیرینی اور بیان کی حلاوت حلقوں میں اترتی محسوس ہوتی اور دل کی دنیا جذب وشوق سے معمور ہو جاتی۔

---------------------- 0 ----------------------

جب ہم صوفیائے کرام کی محافل ومجالس کے بارے میں کچھ پڑھتے اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی محفل اور مجلس ایسا چمنستان نظر آتی ہے۔ جس میں ہر گل اپنا رنگ اور اپنی مہک رکھتا ہے۔ جس کا رنگ آنکھوں کو سرور بخشتا اور خوشبو مشامِ جان کو معطر رکھتی ہے، جب بزرگوں کی محفلیں عروج پر پہنچتیں تو دلکش مثالوں اور حکایتوں کے ساتھ ساتھ زندگی کے عمیق ترین حقائق چٹکیوں میں حل ہوتے جاتے۔ محفل پر کبھی جذب وجنون طاری ہوتا کبھی عقل وخرد کی جلوہ آرائی، کبھی ایمان وعرفان کی اور کبھی جنت کی شادابیوں کا ذکر اور کبھی جہنم کی وادیوں کا تذکرہ، محفل میں رحمت وشفقتِ حق کا ذکر آتا تو چہرے تمتما اٹھتے، عذاب وعتاب کی بات چلتی تو آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں، احترام انسانیت کا موضوع چھڑتا تو موتی لٹتے۔ تعلیم آدمیت کا مسئلہ آتا تو دریا بہتے، خدا کی عدل پر لب کشائی ہوتی تو چیخیں نکل جاتیں، اس کے فضل پر زبان کھلتی تو باچھیں کھل جاتیں، غیرتِ فقر کا مضمون نوکِ زبان ہوتا تو بوریاں نشینوں اور خرقہ پوشوں کے سر میں سکندر کا دماغ آجاتا، خدمتِ خلق کی بحث نطق آشنا ہوتی تو پندار وناموس کے آبگینے چھناکے سے ٹوٹ جاتے "مع اللہ" کا تصور پیش ہوتا تو درمیان میں سے مخلوق نکل جاتی "مع الخلق" پر اظہار خیال ہوتا تو نفس غائب ہو جاتا۔

---------------------- 0 ----------------------

صوفیائے کرام کی باتیں ایجاز واختصار کا بہترین مرقع ہوتی تھیں، قطرے میں دریا اور ذرے میں صحرا کو انہوں نے سمو کر دکھایا، صوفیائے کرام کی مجلسوں میں اپنوں اور غیروں کی یکجائی کا عجیب سماں نظر آتا، نہ کسی پر تنقید نہ کسی پر تعریض، گفتگو میں نہ مناظرانہ فن

Marfat.com

اور نہ کسی کی دل آزاری کا شائبہ، بات وہی کہی جو ہر ایک کے دل میں تھی، دل سے نکلی دل پر بیٹھی۔ کوئی ویران دل لے کر بیٹھا آباد دل لیکر اٹھا، خالی ہاتھ پہنچا دامن بھر کر گیا، تھکا ماندہ آیا ہشاش بشاش رخصت ہوا، صوفیاء کی مجلس گویا صحرا کے پیادہ پا مسافروں کے لئے گھنے درخت کی ٹھنڈی چھاؤں ہوتی تھی۔

صوفیائے کرام اور علماء ومشائخ کس دل نشین انداز میں لوگوں کی اصلاحِ تربیت کرتے تھے، ان کے ہاں بیٹھنے والے کس قسم کے انسان بن کر نکلتے ہوں گے اور محافل ومجالس کیسی ایمان افروز ہوتی ہوں گی، جہاں احترامِ انسانیت، خوفِ خدا، خدمتِ خلق، تقویٰ، اخلاق، عجز ونیاز، ایثار، توکل اور حسن اخلاق کے چرچے ہوتے تھے۔ ایسے ہی چند محافل کی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

---------------------- ٥ ----------------------

دہلی میں خانوادۂ چشت کے ممتاز رہنما کا دربار سجا ہے، بڑے چھوٹے، ایک ہی مجلس میں برتری اور کمتری کے احساس سے بالاتر ہو کر بیٹھے ہیں، ستاروں کے اس ہالے میں خواجہ نظام الدین دہلویؒ چاند بن کر محفل آراء ہیں اور فرما رہے ہیں۔

"ایک شخص نے خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی خدمت میں چھری پیش کی، فرمایا مجھے چھری نہ دو، مجھے سوئی لا دو۔ میں کاٹتا نہیں جوڑنے آیا ہوں"

(فوائد الفواد مترجم ص ۴۲۳)

"یہ ہے" "برائے وصل کردن آمدی" کی تفسیر

علم وعمل کے باہم لازم وملزوم ہونے اور ان کی اہمیت وضرورت کتنی ہے اسے شیخ بہاؤ الدین نقشبندؒ نے کس خوبصورتی سے واضح کیا، مجلس کی ایک جھلک اور گفتگو کا ایک حصہ ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

"توشمع کی طرح بن، توشمع کی طرح نہ بن، شمع کی طرح بن بایں معنیٰ کہ دوسرے کو روشنی پہنچائے، اور شمع کی طرح نہ بن بایں معنیٰ کہ تو خود تاریکی میں رہے"
(تذکرہ مشائخ ص ۱۲۷)

توکّل اور توکّل کی روح کیا ہے؟ حضرت ابوبکر شبلیؒ فرماتے ہیں۔

"ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کثیر العیال ہونے کی شکایت کی، فرمایا ان افراد کو گھر سے نکال دو جن کا رزق اللہ کے ذمہ نہیں"

(رسالہ قشیریہ)

---------------------- 0 ----------------------

عجیب و غریب افعال کے صدور اور خرق عادت واقعات کے ظہور ہی کو صرف کرامت سمجھا جاتا ہے اور اسے عام ذہن معیار ولایت قرار دیتے ہیں مگر اس الجھن کو شیخ بہاؤالدین نقشبند نے بڑے حسن کارانہ انداز میں سلجھایا ہے، لوگوں نے آپ سے کرامت طلب کی تو فرمایا۔

"یہی کرامت کیا کم ہے کہ اتنے گناہوں کے باوجود ہم روئے زمین پر چل پھر رہے ہیں"
(تذکرہ مشائخ ص ۱۳۱)

صوفیاء کے ہاں "خود بینی" کے بجائے خود شکنی کا رواج زیادہ ہوتا ہے "ہمچو ما دیگرے نیست" کی بہ نسبت "ہیچ میرزی" کا چلن عام ہے، اس ضمن میں خواجہ نظام الدین دہلویؒ کی مجلس کا ایک گوشہ پیش نظر رکھیے۔ آپ فرما رہے ہیں۔

"جسے دیکھو اسے اپنے سے بہتر سمجھو اگرچہ تم اطاعت گزار ہو اور وہ گناہگار ہو، ہوسکتا ہے کہ یہ تمہاری آخری اطاعت اور اس کا آخری گناہ ہو، تم گناہگار بن جاؤ اور وہ نیکوکار بن جائے"
(فوائد الفواد ص ۱۶۶)

Marfat.com

شعلہ و شبنم کی یکجائی، آتشِ شوق اور بارانِ اشک کی ہم آغوشی جیسی محاذی کیفیت کو حقیقت کا روپ شیخ ابوبکر شبلیؒ نے کیسے دیا؟ ملفوظ ملاحظہ ہو۔

''آپ مجلس میں صدر نشین تھے، قریب ہی گیلی لکڑیاں جل رہی تھیں ایک طرف آگ تھی۔ دوسرے سرے سے پانی رس رہا تھا، حاضرینِ مجلس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اگر یہ بات سچ ہے کہ تمہارے دل آتشِ شوق میں جل رہے ہیں۔ تو تمہارے آنکھوں میں آنسو رواں کیوں نہیں ہوتے''

(تذکرہ مشائخ)

--------------------- 0 ---------------------

لوگ نہ جانیں عقل و دولت کسے کہتے ہیں؟ اس کی کیا نشانی ہے؟ اس مسئلہ میں شیخ ابوعلی محمد بن عبدالوہاب کا نقطہ نظر نصیحت آموز بھی ہے اور بصیرت افروز بھی، فرماتے ہیں۔

''اف ہے دنیا کے کاموں پر جب وہ اڈکر آجائیں اور اف ہے دنیا کی حسرتوں پر جب وہ جاتی رہیں، عقلمند ایسی چیز کی طرف ہرگز توجہ نہیں دیتا کہ آئے تو مشغولیت کا سبب ہو اور جائے تو حسرت کا'' (رسالہ قشیریہ ص ۸۶)

غیبت زنا سے سخت، مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف، گلہ، اخلاقی پستی کی انتہا لیکن یہ سب کچھ بدگوئی میں شامل ہے۔ مگر بدخواہی شیخ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں۔

''برا کہنا برا ہے مگر برا چاہنا اس سے بھی بدتر ہے'' (فوائد الفواد ص ۸۶)

اللہ کے دیے ہوئے رزق سے خرچ کرو یہ قرآن مجید کا حکم ہے۔ کتنا خرچ کرو؟ حدیث رسول ﷺ نے شرح مقرر کردی، رہے صدقاتِ نافلہ ان کی صرف ترغیب ملتی ہے، مگر اس اہم ترین مسئلہ کو جس نے پوری دنیا کا سکون تلپٹ اور دماغ چاٹ رکھا ہے صوفیائے کرام کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ حضرت ابوبکر شبلی کا رنگ ملاحظہ ہو۔ پوچھنے والے نے پوچھا۔

Marfat.com

''زکواۃ کب اور کتنی واجب ہے؟ فرمایا مذہب کی فقہ کی روح سے یا مذہبِ فقراء کی نظر میں؟ سائل نے کہا دونوں طرح سے ارشاد فرمایئے۔ جواب ملا فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ سال گزرنے پر سو دراہم میں سے ڈھائی دراہم نکال دو۔ اور فقراء کے مذہب میں یہ ہے کہ جو کچھ مال و دولت ہو سب خدا کی راہ میں لٹا دو'' (مکتوبات صدی ص ۳۵۰)

--------------------- 0 ---------------------

انسان فطرتاً مدنی الطبع ہے۔ مل جل کر رہتا اور ''لو اور دو'' کے اصول پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کے کچھ فرائض ہیں اور کچھ حقوق، انسانوں کی بستی میں مفادات ٹکراتے بھی ہیں اور جھگڑے بھی پیدا ہوتے ہیں مگر صوفیائے کرام انسان کو زندگی گزارنے کا کیا ڈھنگ سکھاتے ہیں؟ تجارتی بنیادوں پر زندگی؟ کچھ لو اور کچھ دو کے اصولوں پر زندگی؟ جیو اور جینے دو کی پالیسی والی زندگی؟ تحفظ خویش کی نظریے کی زندگی، نہیں، یوں نہیں، بلکہ صوفیائے کرام ترک و ایثار اور مروت، اخوت سے معمور زندگی کا درس دیتے ہیں'' بھلا کر، بھلا ہو گا'' کے بجائے ''سب کا بھلا'' ان کا نعرۂ مستانہ ہوتا ہے'' دوستوں سے گلہ'' ان کا شیوہ نہیں اور ''شکایتِ زمانہ'' ان کا شعار نہیں، شیخ جنید بغدادی اس نظریے کی یوں ترجمانی فرماتے ہیں۔

''کوئی شخص اس وقت تک عارف نہیں کہلا سکتا جب تک کہ وہ زمین کی طرح نہ ہو جائے کہ نیک و بد اسے روندتے ہیں اور بادل کی طرح نہ ہو جائے جو ہر چیز پر سایہ کرتا ہے اور سورج کی طرح نہ ہو جائے جو ہر ذرے کو روشن کرتا ہے اور بارش کی طرح نہ ہو جائے جو ہر چیز کو سیراب کرتی ہے'' (رسالہ قشیریہ)

--------------------- 0 ---------------------

Marfat.com

تصوف کا دستور اور اہل اللہ کا شروع سے یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ ہر کام میں مقصدیت کے متلاشی ہوتے ہیں، عمل کے لئے تو علم ضروری ہوتا ہی ہے۔ مگر علم کے لئے عمل اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ ورنہ علم آخرت میں اتمامِ حجت بن جاتا ہے۔ اس نظریے کو ایک مردِ حق آگاہ نے یوں بیان کیا ہے۔

''خواجہ نظام الدین دہلویؒ نے مکارم اخلاق کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ اور بوعلی سیناؒ کی ملاقات ہوئی ۔ رخصت ہونے سے قبل بوعلی سیناؒ نے ایک صوفی سے جو حضرت شیخ کے ملازموں میں سے تھا۔ یہ فرمائش کی کہ جب میں حضرت شیخ کے یہاں سے رخصت ہوجاؤں تو پھر وہ جو کچھ میرے بارے میں کہے تم مجھے لکھ بھیجنا۔ بوعلی سیناؒ چلے گئے۔ مگر حضرت شیخ نے ان کا کوئی ذکر نہ کیا ان کے بارے میں اچھی یا بری کسی قسم کی رائے کا اظہار نہ فرمایا''

چنانچہ ایک روز اس صوفی نے پوچھ ہی لیا کہ بوعلی سینا کیسا آدمی ہے حضرت شیخ نے جواب دیا کہ وہ ایک فیلسوف شخص ہیں طبیب ہیں بڑے عالم بھی ہیں البتہ مکارم اخلاق کے مالک نہیں ۔ (اما مکارم اخلاق نہ دارد) اس صوفی نے یہ بات بوعلی سیناؒ کو لکھ کر بھیجی ۔ بوعلی سینا نے حضرت شیخ کی خدمت میں کچھ تحریر کیا۔ جس میں یہ بھی مذکور تھا کہ میں نے اتنی کتابیں مکارم اخلاق کے بارے میں لکھی ہیں۔ پھر حضرت شیخ یہ کیوں کہتے ہیں کہ میں مکارم اخلاق کا مالک نہیں؟ حضرت شیخ نے تبسم فرمایا اور گویا ہوئے میں نے تو یہ نہیں کہا کہ بوعلی سیناؒ مکارمِ اخلاق جانتا نہیں (من نگفتہ ام کہ بوعلی مکارم اخلاق نداند) میں نے تو کہا ہے کہ وہ مکارمِ اخلاق کا مالک نہیں۔' (مکارمِ اخلاق ندارد) (فوائد الفواد ص ۳۶۱)

---------------------- 0 ----------------------

Marfat.com

''برگ سبز'' ایسے ہی مکارمِ اخلاق کا حسین مرقع ہے۔ جو میرے استاد و مربی شیخ التفسیر حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی فاضلِ دیوبند کی عظیم علمی، تاریخی، تحقیقی، علمی، ادبی اور روحانی تحریری کاوش ہے۔ جس میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے تلمیذِ خاص، رہبرِ شریعت وطریقت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھویؒ کی سوانحی جھلکیاں، احترامِ اساتذہ، طلبہ وسالکین کی تربیت، تصوف وسلوک کے نکات، فقہ واحکام کے مسائل، سیاست وخدمتِ خلق کے اصول، اخلاص وللّٰہیت کی نادر مثالیں، عشقِ رسولؐ کے سبق آموز واقعات، دلکش انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

حضرت قاضی صاحب کی حکمت سے لبریز گفتگو، حسن بیان دردِ دل کا ترجمان، نصیحت وموعظت سے لبریز باتیں، بوریانشینوں، خرقہ پوشوں اور فقراء کے تذکرے، احترام انسانیت، خوفِ خدا، تقویٰ، اخلاق، عجز ونیاز، ایثار وتوکل اور حسنِ اخلاق الغرض ایک اللہ والے کی کہانی اللہ والے کی زبانی جو صحبتِ شیخ اور مجلسِ اولیاء کا حسین نعم البدل ہے۔ ہم فقیر طالب علم اپنے حلقۂ احباب کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ قارئین یقیناً قدر کریں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله واصحابه اجمعین

عبدالقیوم

صدر القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ

۱۱ مارچ ۲۰۰۷ء/۲۰ صفر ۱۴۲۸ھ

Marfat.com

برگِ سبز

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وعلی آله واصحابه وازواجه وذریته وبارک وسلم

امّابعد

اے ہدہد صبا بہ سبا میفرستمت بنگر کہ از کجا بہ کجا میفرستمت
ہر صبح وشام قافلۂ ازدعائے خیر درصحبتِ مسا وصباح میفرستمت
اے غائب ازنظر کہ شدی ہمنشین دل میگویمت دعا و ثنا میفرستمت

استاد الفقہ والادب شیخ التفسیر والحدیث جامع المعقول والمنقول حافظِ قال اللّٰہ والرسول، رہنمائے شریعت، پیشوائے طریقت مخدومی واستاذی حضرت الحاج الحافظ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھوی قدس اللہ سرہ کی روحانی پرواز سے ملک کی دینی ومذہبی طبقہ میں جوشدید صدمہ محسوس کیا گیا۔ ملکی اخبارات بالخصوص مذہبی، دینی، تعلیمی اور تبلیغی رسائل اور جرائد کے تعزیتی مضامین، پیغامات اور اطلاعات سے اس کا اندازہ لگانا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔

احقر راقم بھی چونکہ تین سال تک آپ کے وسیع علمی دسترخوان مدرسہ عالیہ سراج العلوم سرگودھا کے کارپردازوں کا ایک خادم رہا ہے۔ اسلئے اپنے شفیق محسن اور بزرگ مربی کی جدائی سے بری طرح متاثر ہوا۔ اس قحط الرجال میں صحیح لائنوں پر دین اور اہل دین کی دینی خدمت کرنے والے ویسے بھی اقلِ قلیل ہیں وہ بھی سدرہ نشین ہوتے جاویں تو امت کا خدا

Marfat.com

حافظ۔ خصوصاً جبکہ مذہب کے روپ میں دین کی بنیادیں اکھیڑنے والے ڈاکوؤں کی تعداد میں روز بروز اضافہ بھی ہو رہا ہے۔

اہل حق کے وصال کا دردناک پہلو

اہل حق کے وصال کا دردناک پہلو یہی ہے کہ ان کے وجود مسعود سے بہت سے فتنوں کے دروازے بند رہتے ہیں۔ اور ان حضرات کی وفات سے ان کے کھل جانے کا شدید خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب الملاحم میں ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا وہ فتنہ جو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا اُمت میں ظاہر ہوگا اُس کے متعلق آپ نے آنحضرت ﷺ سے کیا سنا ہے؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا۔ امیر المؤمنین! آپ کے اور اُس فتنہ کے درمیان ایک بند شدہ دروازہ موجود ہے۔ آپ اس کی کیوں فکر کرتے ہیں۔ امیر المؤمنین نے پوچھا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اُسے توڑ ہی دیا جائے گا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا پھر تو اس کا بند ہونا مشکل ہے اور ہمیشہ ہی کھلا رہے گا۔ راوی کہتا ہے ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا، کیا عمرؓ جانتے تھے کہ وہ دروازہ کون ہے انہوں نے فرمایا یقیناً۔ پھر جب حضرت حذیفہؓ سے پوچھا گیا کہ اس دروازہ سے مراد کون تھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ خود حضرت عمرؓ کی ذات گرامی۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں قتل وقتال اور جنگ وجدال کا دروازہ فاروق اعظمؓ کے وجود مسعود کے باعث بند رہا اور آپؓ کے وصال کے بعد ہی سے مسلمان اس آزمائش سے دوچار ہوئے اور نہ صرف یہ کہ اس وقت کے مسلمانوں کا جانی اور مالی نقصان ہوا بلکہ آج تک ان منازعات کو ہوا دے کر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر کیچڑ اُچھالا جاتا ہے۔

Marfat.com

اور سیدنا ذوالنورین تک کے دامنِ صبر واستقامت کو تار تار کر کے ایمانوں کو خراب کیا جا رہا ہے۔ یہی صورت اسوۂ فاروقؓ کے متبعینؒ کے سلسلہ میں بھی پیش آسکتی ہے۔ ان کے وجود باجود سے سنتِ عمرؓ کے اتباع کی برکت سے کئی فتنوں کے دروازے بند رہتے ہیں۔ لیکن ان کے وصال کے بعد امت کا ان میں مبتلا ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے ایک اور روایت میں جناب رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے۔ ستارے آسمانوں کے لئے امن ہیں یہ ختم ہو جائیں گے تو آسمان پھٹ جائے گا۔ میں اپنے صحابہؓ کے لئے امان کا ذریعہ ہوں۔ میرا وصال ہو جائے گا۔ تو ان پر بعض حوادثات آپڑیں گے اور میرے صحابہؓ میری امت کے لئے باعث امن وامان ہیں۔ ان کا بابرکت زمانہ ختم ہو جائے گا تو امت پر کئی مصیبتیں ٹوٹ پڑیں گی۔ اسی طرح بعض روایات میں اس کی تصریح بھی موجود ہے۔ کہ اہل اللہ کے وجود سے دینی اور دنیوی دونوں قسم کے منافع وابستہ کر دیے جاتے ہیں۔

امام تفسیر علامہ ابن جریرؒ نے آیت ''ولولا دفع الله الخ'' کے ماتحت یہ روایت لکھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ ''اللہ تعالیٰ ایک مرد صالح کی برکت سے اس کے پڑوس میں سو گھروں سے بلا وعذاب کو دفع فرما دیتے ہیں'' اور یہ کہ بے شک اللہ تعالیٰ ایک نیک صالح مسلمان کی برکت سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اس کے سب گھر والوں اور آس پاس کے گھر والوں کی اصلاح فرما دیتے ہیں اور وہ ہمیشہ خداوند تعالیٰ کی حفاظت میں رہتے ہیں۔ ابن کثیرؒ نے ان دونوں روایتوں کو اپنی تفسیر میں لیا ہے۔ علامہ موصوف نے اگرچہ ان کو ضعیف بھی فرمایا ہے لیکن بقول مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی دامت برکاتھم نے فرمایا'' کمافی ثمرات الاوراق '' کہ اول تو فضائل اعمال میں بحسب تصریح جمہور محدثین حدیث ضعیف بھی مقبول ہے۔ پھر تعددِ طرق سے اس کے ضعف کی مکافات بھی ہو گئی ہے۔ اور مضمون ان احادیث کا قرآن مجید کی آیت مذکورہ سے بھی

Marfat.com

ثابت ہے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ باب الملاحم اور باب فضائل الصحابہ ؓ کی مندرجہ بالا دو روایتوں سے بھی یہی مضمون ثابت ہوا کہ خواصِ امت کا وجود باجود دفع بلیّات اور منع فتن ومحن کا ذریعہ ثابت ہوتا رہتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب تغیر الناس کی ایک اور روایت میں ہے ۔ نیک لوگ درجہ بدرجہ وفات پاتے جائیں گے اور پھر صرف انسانوں کا بھوسہ رہ جائے گا۔ جن کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی۔

حاصل یہ کہ صلحاء امت کے اٹھ جانے کا غم افزا پہلو یہ ہے کہ ان کی وفات سے فتن بالخصوص فتن دینیہ میں امت کے مبتلا ہونے کا اندیشہ ہونے لگتا ہے۔ عام طور پر دلائل کے انبار سے بھی ایک آدھ آدمی کو راہ راست پر لانا ہزار مشکل ہو جاتا ہے مگر اللہ والوں کا نام سنتے اور ان سے آنکھیں دوچار ہوتے ہی وساوس اور شبہات کا قافلہ جاتا ہے اور قلب دولت ایمان سے معمور ہونے لگتا ہے۔ ولنعم ماقیل

اے لقاءِ تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

(آپ (ولی اللہ) کی ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہو جاتا ہے اور گفتگو کیے بغیر مشکلات آسان ہو جاتے ہیں) پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عمیق سے نوازا ہوتا ہے۔ واعمقھم علماً جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان تھی اس دولت سے انہیں بھی ایک حصہ ملا ہوتا ہے جس کے باعث وہ ''یخدعون اللہ والذین آمنوا'' والی جماعت کے خدع اور فریب کو اول نظر ہی میں سمجھ جاتے ہیں جسے ہمچو ما وشما طالب علم اور مدعیان فہم ونظر متعلمین بعد از خرابی بسیار بھی بصد مشکل محسوس کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

علم کی موت اور جہالت کی ریاست

علماء کا تو مرنا علم کی موت ہے۔ حدیث پاک میں دنیا سے علم اٹھ جانے کی صورت یہی تو بیان فرمائی گئی ہے کہ علماء حق اٹھتے جائیں گے اور نتیجہ میں دین کی صحیح سمجھ نہ رکھنے والوں کے لئے قیادت کا راستہ کھلتا جائے گا اور اسی طرح ''ضلّوا فاضلّوا'' خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ کا روح فرسا منظر اہل اسلام کو دیکھنا پڑے گا۔ اللھم فلا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعد ھم (اے اللہ ان کے اجر و ثواب سے ہمیں محروم نہ رکھیں اور ان کے بعد ہمیں فتنوں اور آزمائشوں میں مبتلا نہ کریں)

حضرت الاستاذ المرحوم کے وصال کا غم افزا پہلو بھی یہی ہے کہ ان کی جامع شخصیت کے اٹھ جانے سے کتنی دینی مجلسیں سونی ہو گئیں۔

خالی ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

حقوق رفتگان

اسلامی نقطہ نگاہ سے چھوٹوں کا دینی، مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنے بڑوں کا ادب کریں اور جب تک وہ بقید حیات ہیں ان کی خدمت کرنے میں ذرہ بھر کوتاہی نہ ہونے دیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ اور والدین کے متعلق بھی یہ آداب قرآن کریم کی آیات اور جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات میں منصوص ہیں۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (حضور ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو) وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا . وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (والدین کو اُف تک نہ کہو۔ ان کو جھڑکو نہیں اور

Marfat.com

ان سے ادب کی بات کرو اور ان کے لئے شفقت کے پر کھولے رکھو اور کہتے رہو اے رب! ان پر رحم کر جس طرح کہ انہوں نے بچپن میں میری تربیت کی) وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ (حضور ﷺ نے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے) روحانی والدین اساتذہ اور مشائخ کے متعلق بھی بزرگانِ دین نے تصریح کی ہے کہ ان کے بھی یہی حقوق ہیں یعنی یہ کہ زندگی میں ان کا ادب و احترام کیا جائے اور جان و مال سے ان کی خدمت کرنے میں کوتاہی روا نہ رکھی جائے۔ وفات کے بعد عفو و صفح اور رفع درجات کی دعائیں اپنے اوپر لازم کر دی جائیں اور ساتھ ہی ان کی نیکیوں کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنا کر ان کے دینی مشن کو پروان چڑھانے کی کوشش کی جائے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ (اور پیچھے چلنے کی کوشش کر واس کی جو میری راہ چلے) اسی طرح تلاوت قرآن کریم، نوافل، صدقات، غرض عبادات بدنیہ اور مالیہ اور ہمہ قسم کی نیکیاں کر کے ان کی روح کو ثواب پہنچایا جائے۔

تین حدیثیں

حدیث پاک میں آتا ہے کہ فوت ہونے والے کو اپنے ماں، باپ، بھائی اور دوستوں کی دعاؤں کی شدید انتظار رہتا ہے ایک اور حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کسی بندہ مومن کے درجات بلند فرما دیتے ہیں تو وہ خوش ہو کر پوچھتا ہے یا اللہ یہ کس نیکی کا اجر اور ثواب ہے۔ جواب ملتا ہے ''بِاِسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ'' یعنی یہ درجہ آپ کو اس لئے ملا ہے کہ تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعائے مغفرت کی ہے۔ (مکتوباتِ امام ربانی۔ شرح الصدور۔ مشکوٰۃ شریف)

ایک اور حدیث پاک کا مضمون ہے کہ زندہ لوگوں کا ہدیہ اور تحفہ وفات پانے والوں کے لئے یہی ہے کہ ان کو دعا میں یاد رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی دعائیں اور استغفار

Marfat.com

وغیرہ پہاڑ جتنی بڑھا کر پہنچا دیا کرتے ہیں وغیر ذلک من الاحادیث

مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ

احقر راقم اگر چہ اپنی کم ہمتی اور بد قسمتی سے حضرت الاستاذؒ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنے اکابر اساتذہ، مشائخ اور والدین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی کی بھی حقِ خدمت تو کیا ادنیٰ خدمت بھی نہیں کر پایا۔ ہاں نجات کی امید اگر ہے تو اس پر کہ ان سب مخادیم نے بلا کسی استحقاق کے کبھی بھی اپنی نظر شفقت وعنایت سے محروم نہیں رکھا۔ اور تَخَلُّق بِاَخْلَاقِ اللّٰہ کے ماتحت میری کوتاہیوں پر ہمیشہ چشم پوشی فرماتے رہے۔ کیا عجب میدانِ حشر میں بھی ان کی نگاہِ شفاعت کام کر جائے۔

فردائے روزِ حشر کہ عرضِ خلائق است
شاید دراں میاں بمن افتد نگاہِ تو

(کل روزِ محشر کو مخلوقِ خدا کی عرض اعمال کے لئے حاضری ہوگی۔ شاید اس دوران آپ کی نظرِ شفقت میسر ہو جائے) تاہم رب کریم کے فضل وکرم سے یہ توفیق ملتی رہی ''اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ وَلَا تَنْقُصْ'' (اے اللہ اس سے بھی زیادہ توفیق دیں اور کم نہ کریں) کہ اکابر اساتذہ، مشائخ اور والدین کی عظمت دل میں رہی۔ ان کا ادب واحترام قلبی رہا اور دل سے ان کی حیات اور بعد وفات دونوں حالتوں میں ان کے لئے رفع درجات کی دعائیں نکلتی ہیں والحمدللہ علی ذلک حمداً کثیراً (اور اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ہے)

اگر خدمت نمے آید ز دستم   دعایت مے کنم ہر جا کہ ہستم

(کہ اگر مجھ سے پوری خدمت نہیں ہو سکتی تو میں جہاں کہیں ہوں دعائیں کرتا رہتا ہوں۔

خوش قسمت تو وہ ہیں جنہیں احترام اکابرین کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ میں ان کا پورا پورا

Marfat.com

اتباع اور ساتھ ہی ان کی جانی، مالی اور ہمہ قسم کی خدمت کی توفیق بھی ملتی رہی۔ اپنی حالت تو صرف اتنی رہی کہ ؎

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

(میں نیک لوگوں کے ساتھ محبت تو کرتا ہوں لیکن نیک نہیں ہوں شاید اللہ مجھے بھی نیکی کی توفیق بخشے) اس جذبہ محبت سے خیال آیا کہ جنہوں نے مسلسل تینتیس (۳۳) سال تک حاضراً و غائباً اپنی عنایات سے نوازا اور کبھی بھی اصلاح فرمانے سے دریغ نہیں فرمایا۔ کم از کم ان کے ذکر خیر سے اپنی مجالس تو خالی نہ رہیں اور انہیں ایصال ثواب کرنے میں ہر ممکن کوشش کی جائے کہ ؎ باچوں توئی معاملہ برخویش منت است

ایصال ثواب کی ایک اچھی صورت

ہمارے بزرگوں میں والد ماجد رحمۃ اللہ واسعۃ کے حدِ فاسد حضرت مولانا قاضی عبدالمجید صاحب جو اپنے عصر کے جید فقیہ اور متقی عالم تھے کے متعلق سنا ہے کہ ایک میت کی مجلس تعزیت میں یہ مسئلہ فقہیہ کہ نابینا غیر محتاط کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ تین بار دہرا کے فرمایا۔ کہ میں نے اس مسئلہ کا ثواب اس میت کی روح کو بخشا ہے اور دعا کر دی سبحان اللہ۔ بیان مسئلہ میں نیت کتنی صحیح تھی اور دینی بات کرنے میں احتساب علی اللہ کی کیفیت سے دل کتنا معمور تھا کہ ایک مسئلہ فقہیہ بیان فرماتے ہیں اور دل میں یہ یقین جم جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر ثابت ہو گیا۔

قابل غور

ایک ہم لوگ ہیں کہ گھنٹوں تک منبر و محراب کو سر پر اٹھائے رہتے ہیں۔ بیسیوں

84343

Marfat.com

مسائل، روایات اور آیات بینات سنا دیتے ہیں مگر خیال تک نہیں گزرتا کہ اس کا بھی کوئی اجر ملے گا کیونکہ عموماً نیت ہی کچھ اور ہوتی ہے صلح اللہ حالنا واحسن بالنا ومألنا (اللہ تعالیٰ ہمارے حال کی اصلاح فرمائے اور ہمارے دلوں اور انجام کو اچھا فرمائے) ساتھ ہی یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ آپ نے ایصال ثواب کی کتنی سادہ، سہل، مفید اور ضروری تر صورت اختیار فرمائی جسے ہر غریب اور نادار بھی اختیار کر سکے۔ اس کے لئے مروجہ خیراتوں سے ایصال ثواب کرنے کی طرح نہ قرضہ لینے کی ضرورت اور نہ یتامیٰ کے حقوق ضائع ہونے کا خطرہ۔ مفید اتنی کہ بجائے جسمانی فائدہ کے اللہ کے بندوں کو روحانی اور دینی فائدہ پہنچایا۔

استدراک

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اہل استطاعت حضرات کو صحیح طریقہ سے بلا قیدِ ایام ورسوم بھی صدقات اور خیرات سے ایصال ثواب کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ عبادات بدنیہ صوم وصلوٰۃ وتلاوت کے ذریعہ ایصال ثواب میں تو بعض حضرات نے حنفیہ کے ساتھ اختلاف بھی کیا ہے کما نقلہ الشامی۔ مگر صدقات جبکہ وہ بنیت صحیح بطریق مسنون ہوں کے ذریعہ ایصال ثواب میں تو سب کا اتفاق ہے اور غضب خداوندی کی آگ بجھانے میں بھی صدقہ کا خاص اثر ہے اس لئے حسب استطاعت صدقات کے ذریعے تو ایصال ثواب ضرور ہی کرنا چاہیے۔

ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس کے علاوہ ایصال ثواب کی اور بھی صورتیں ہیں جو کہ سہل بھی ہیں اور ریا وغیرہ سے زیادہ دور بھی اور ساتھ ہی ہمہ وقتی بھی۔ اسلئے ان سے بھی ہرگز غفلت نہ ہونی چاہیے۔ ہم دوسروں کو دعاؤں میں یاد کرتے رہا کریں گے تو کیا عجب کہ جس وقت ہم بھی غریق متغوث (ڈوبنے والا فریادی) کی حیثیت سے قبر کے مہمان ہوں گے تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اپنی رحمت سے کسی اپنے بندے کو ہمارے لئے بھی دعائے مغفرت کی طرف متوجہ فرماویں۔

بہر حال قاضی عبدالمجید صاحب مرحوم کے اس طرزِ عمل سے توجہ ہوئی کہ دینی باتوں کی اشاعت کر کے ان کا ثواب بخش دینا ایصالِ ثواب کی ایک بہتر صورت ہے۔ استاذی ومخدومی قبلہ حضرت صاحب سرگودھویؒ نے اپنی پوری زندگی چونکہ دین بیان کرنے کے لئے ہی وقف فرمادی تھی اور یہی مہد سے لحد تک آپ کا محبوب مشغلہ رہا۔ اسلئے خیال آیا کہ کچھ دینی باتوں پر مشتمل مضمون ہی آپ کے ایصالِ ثواب کا ذریعہ بنایا جائے تو غالباً آپ کی روح مبارک کو زیادہ سکون واطمینان حاصل ہوگا۔ تغمده الله بغفرانه واسكنه بحبوحة جنانه (اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مغفرت میں چھپالے اور اپنی جنت کے اندر سکونت عطا فرماویں)

ایک درخواست

چونکہ مضمون کا مقصد حضرت مرحوم کی سوانح حیات لکھنا نہیں اس لئے آپ کی زندگی کے بہت سے ضروری حالات بھی اس میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں۔ بلکہ صرف آپؒ کی زندگی کے بعض گوشوں سے عبرت اور نصیحت حاصل کرنے پر توجہ دی گئی ہے۔ اسلئے ناظرین کرام سے درخواست کی ہے کہ وہ اس تحریر کی حضرتؒ کی سوانح عمری کے خیال سے نہیں بلکہ آپ کے آئینہ کردار میں اپنی زندگی سنوارنے کے نقطۂ نظر سے پڑھنے کی کوشش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ اور جمیع ناظرین کرام کو اللہ والوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرماویں آمین۔

فرصتِ مرض

نجم المدارس کے تعلیمی اور تنظیمی مشاغل اس کے ساتھ کچھ اور اجتماعی اور انفرادی

ذمہ داریاں اگرچہ اتنی طویل وعریض نہیں مگر اپنی ہمت کی بساط چونکہ نہایت قصیر الذیل ہے اسلئے عموماً دولت فرصت سے ہمکناری محمل لیلی کی ہمرکابی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت الاستاذؒ کے ذکر خیر سے متعلق یہ ارادہ بھی کافی عرصہ تک عدم فرصت ہی کے باعث جامۂ عمل نہ پہن سکا تا آنکہ یکم جولائی سے عرق مدنی (نارو) قدم گیر ہوا۔ مرض نے طول پکڑا یہاں تک کہ علی فرق المواخذہ چار ماہ تک اس نے ساتھ نہ چھوڑا اس دوران میں چند ہفتے ایسے بھی آئے کہ مرض نے اسیر سریر بنا کر تمام مشاغل چھڑا دیے اور میں درد والم سے فارغ اوقات کو حضرت مرحوم کے ذکر خیر میں گزارنے لگا اور نتیجۃً اکثر اضطجاعی اور استلقائی حالت میں درج ذیل مضمون لکھ کر برگِ سبز کی حیثیت سے حضرت مرحوم کی خدمت میں ہدیہ کر رہا ہوں۔

گر قبول افتدز ہے عز و شرف

عنوانات عشرہ

مضمون ان دس عنوانات پر مشتمل ہے۔

(۱) آپؒ کی بے نظیر ذکاوت اور بے مثل حافظہ کا پس منظر

(۲) آپؒ کی ایک پیشن گوئی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی

(۳) آپؒ کے بعض اشعار (۴) اہل اللہ کا قلبی احترام

(۵) کمالاتِ اہل کمال کی قدردانی (۶) دعوت بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

(۷) منثورات (۸) واجب التقلید خصوصیت

(۹) ''دردانہ'' بارگاہ ولایت سے آپ کا خطاب (۱۰) آپؒ کا سیاسی عقیدہ

بے مثل ذکاوت اور بے نظیر حافظہ کا پس منظر

حضرت مرحوم کے تعزیتی مضامین لکھنے والے تقریباً سبھی اس امر پر متفق ہیں اور غالباً اس

Marfat.com

خصوصیت میں آپ ہیں بھی یکتائے زمانہ کہ آپ نے صرف سینتیس (۳۷) یوم کی قلیل تر مدت میں پورا قرآن مجید حفظ کر کے تراویح میں سنا دیا۔ نیز عربی علوم وفنون کی تمام ضروری کتابیں ''موقوف علیہ دورہ شریف'' صرف ایک ہی سال میں پڑھ کر دہلی اور پھر دار العلوم دیوبند کے درجہ علیا'' دورہ حدیث شریف'' میں ایک ممتاز طالب علم کی حیثیت سے داخلہ لیا۔

پس منظر

عالم اسباب میں عجیب وغریب خصوصیت کا باعث کیا بنا۔ احقر راقم نے خود ہی بارہا حضرت سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے اس لطفِ خفی نے جس رحمت کے پس پردہ ظہور فرمایا اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں اپنے شیخ قطبِ زمان حضرت مولانا احمد خان صاحب کے کپڑے دھویا کرتا تھا ایک دن میں نے آپ کا پسینہ لگا ہوا بنیان دھویا تو اسی نیت سے اس کا غُسالہ پی لیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دینی علم عطا فرمائے۔ چنانچہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یہ راستہ آسان فرما دیا۔

حضرت ابوھریرہؓ کا واقعہ

اذہان کو اس برکت کے تسلیم کرنے میں ذہنی بوجھ محسوس ہوتا ہو یا بالفاظ دیگر اعتزال پسند طبائع اسے باور کرنے سے جھجکتی ہوں تو انہیں سیدنا ابوھریرہؓ کا وہ واقعہ یاد کر لینا چاہیئے۔ جسے حدیث کی کتابوں میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب المعجزات میں ہے۔ حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک دن کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپؐ ہی کے ارشاد کے مطابق میں اپنا کمبل بچھا کر ارشادات مبارکہ سننے لگا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو میں نے اس کو اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگا لیا پس اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بھیجا ہے کہ اس وقت سے

Marfat.com

آج تک میں آپ ﷺ کے ارشادات کو نہیں بھولا۔ چند ہی کتابوں بلکہ چند ہی اسباق سے کسی صاحبِ تصرف کی برکت سے پوری کتاب یا پورے علم کا سمجھ میں آجانے کا ایک اور عجیب وغریب واقعہ بھی سن لیجئے۔

شاہ ولی اللہ کی شہادت

انفاس العارفین میں امام الطائفہ حضرت شاہ ولی اللہ نے ایک مفصل واقعہ کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ میرے والد صاحب نے بیان فرمایا کہ خواجہ خُرد قدس سرہ نے مجھے کتابِ خیالی کے تین سبق پڑھانے کے بعد فرمایا تمہارے دادا شیخ رفیع الدین صاحب نے مجھے صرف تین سبق پڑھائے تھے میں بھی آپ کو اس سے زیادہ نہیں پڑھاؤں گا۔ اور وہ اس طرح کہ میں ان کی خدمت میں کسی اور خیال سے کتاب پڑھنے کا بہانہ بنا کر گیا۔ آپ نے کتاب تو سرسری پڑھائی مگر جس مقصد کو میں چھپا کر گیا تھا بظاہر اس ہی کو پورا کرنے کی کوشش فرماتے رہے مجھے بڑی شرمندگی ہوئی میں نے اپنے خیال سے توبہ کرنے کا ارادہ کیا مگر دوسرے دن بھی کامیاب نہ ہوسکا آپ نے اس دن بھی کتاب پڑھانے کی طرف خاص توجہ نہیں فرمائی۔ تیسرے دن میں نے سچی توبہ کی تو آپ نے توجہ سے سبق پڑھا کر فرمایا آپ کو کتاب پڑھنا ہے تو مجھے حکم دیں تا کہ میں ہی آپ کو پڑھانے کے لئے آپ کے مکان پر حاضر ہوجایا کروں۔ آپ آنے کی تکلیف نہ کریں اور یہ اس لئے کہ میں آپ کا مخدوم زادہ تھا میں نے عرض کیا حضرت اس کے معنیٰ تو یہ ہوئے کہ میرا پڑھنا ہی موقوف ہوگیا کیونکہ میرا حاضر ہونا جب آپ برداشت نہیں فرماتے تو آپ کی تکلیف کو میں کس طرح گوارا کرسکوں۔ حضرت نے فرمایا ایک تیسری صورت بھی ہے اور وہ یہ کہ آپ مسجد فیروز شاہ کی فلاں جگہ میں آکر بیٹھ جایا کریں اس جگہ کتاب کا مطالعہ کریں گے تو انشاء اللہ خود بخود کتاب حل ہوتی

Marfat.com

جائیگی۔ گویا

بینی اندر از علوم انبیاء بے کتاب و بے معید و اوستا

فرماتے ہیں میں نے تجربہ کر کے دیکھ لیا کہ جب بھی اس جگہ بیٹھ کر مطالعہ کیا کتاب حل ہوتی گئی۔ لیکن ذرا بھی اِدھر اُدھر کو بیٹھ گیا تو کامیاب نہیں ہوا۔ والد صاحب فرماتے ہیں میں نے خواجہ خُرد سے عرض کیا حضرت ان کے تین سبق تو اس تصرف کے ساتھ مشروط تھے آپ کے تین سبق بھی ایسے ہی ہوں تو مجھے اس سے زیادہ کیا خوشی ہوگی۔ آپ نے فرمایا جاؤ ان تینوں اسباق کے بعد آپ کو کسی علم میں بھی اشکال پیش آ گیا تو کہنا کہ فلاں ایسے ویسے نے خواہ مخواہ مجھے بہکا دیا۔

والد صاحب کا ارشاد ہے کہ اس کے بعد بفضل اللہ مجھے کسی علم میں کبھی بھی کوئی اشکال پیش نہیں آیا۔ ظاہری طور پر اگرچہ میں میر زاہد پڑھتا رہا لیکن ایسا بھی ہوا کہ کسی کتاب کا ابتدائی حصہ تو ابھی پڑھ ہی رہا ہوں مگر اس کتاب کا آخری حصہ طلبہ کو بڑی کامیابی کے ساتھ پڑھا بھی دیا۔ ہمارے زینتِ عنوان رحمھم اللہ رحمۃ واسعۃ کی تعلیم کا قصہ بھی کچھ اس طرح کا ہے ایک سال کی قلیل مدت میں علوم عقلیہ اور فنون نقلیہ کی ضروری کتابوں پر عبور ہو جانا اور پھر اپنے جلیل القدر معاصرین کی یہ شہادت حاصل کر لینا کہ آپ بیک وقت خانقاہ، درسگاہ، منبر، دارالافتاء کے نہ صرف یہ کہ خدمات سرانجام دے رہے تھے بلکہ زینت تھے۔ گویا ہدایت کے انہارِ اربعہ کا منبع تھے۔ ذکی عالم تھے۔ علامۃ العصر حضرت شاہ صاحب کشمیری کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے۔ یہاں تک کہ خود مجسم اور عین ذکاوت حضرت کشمیری کو آپ کے حافظہ اور جودتِ ذہن پر تعجب ہوتا تھا۔

اسے شیخ کے توجہات قاہرہ کے فیضان کے سوا اور کہا ہی کیا جا سکتا ہے اور صحیح پوچھے تو علوم نافعہ دینیہ کی تو اصل بنیاد ہی جاذبہ، غیبیہ یا پھر عالم اسباب میں تصرفاتِ روحانیہ ہی ہیں۔ دین کی

Marfat.com

سب سے پہلی تعلیم کا واقعہ یاد کیجیے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ غارِ حرا سے واپسی پر جب مجھے اقرأ (پڑھیئے) کا حکم ملا اور میں نے ماانا بقاری (میں تو پڑھا ہوا نہیں) کا جواب دیا تو ''فضمنی'' یا ''فغطنی''یعنی جبرئیل امین علی نبینا علیه الصلوٰة والسلام کا مجھے سینہ سے لگا دینے اور زور دینے ہی سے یہ راستہ کھلا۔

دوسرا واقعہ

اس کے قریب یہ دوسرا واقعہ بھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز کے بعد خواب میں رب کریم کی زیارت کا واقعہ بیان فرمایا کہ حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا کیا آپؐ کو معلوم ہے کہ ملأ اعلیٰ والے کس مسئلہ میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو میری پُشت پر قدرت کے غیبی ہاتھ لگنے سے ہی یہ عقدہ کھلا اور انکشاف ہوا کہ وہ کفارہ سیئات اور رفعِ درجات کے اسباب میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے منشاء بحث بتلایا تو فرمایا گیا اچھا بیان کرو۔ گناہ کن اعمال سے معاف کر دیئے جاتے ہیں اور درجات کن اعمال سے بلند ہوتے ہیں۔

چنانچہ میں نے جواب میں عرض کیا۔ مسجد میں نماز کے بعد یادِ خدا کے لئے بیٹھنے، نماز باجماعت کے لئے پیادہ یا مسجد کی طرف جانے اور تکلیف کے باوجود کامل طور پر وضو کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور کھانا کھلانے، نرم کلام کرنے اور رات کو جبکہ عام طور پر لوگ سوتے رہتے ہیں نماز پڑھنے سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

تیسرا واقعہ

اس طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ حضرت ابی بن کعبؓ سے بطور امتحان کے پوچھا۔ بتلایئے قرآن مجید کی کون سی آیت جو تجھے یاد ہے بڑی فضیلت والی ہے۔

Marfat.com

حضرت ابیؓ نے پہلی بار لاعلمی کا اظہار کیا۔ لیکن جب حضور اکرم ﷺ نے دوبارہ دریافت فرمایا تو آپؓ نے جواب میں عرض کیا۔

''اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوم'' یعنی آیت الکرسی جس پر آنحضرت ﷺ نے نہ صرف یہ کہ آپؓ کی تصویب فرمائی بلکہ مبارک باد بھی دی۔ سوچئیے اور غور کیجیے کہ دوبارہ متصرفانہ دریافت فرمانے کے علاوہ آخر وہ کیا بات ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت ابیؓ ایک منٹ پہلے تو لاعلمی کا اظہار فرماتے ہیں لیکن اب وہ جواب اور مکمل باصواب عرض کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ واقعہ یہی ہے کہ یہ اور اس قسم کے دوسرے بہت سے واقعات صحیحہ اور صریحہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ علوم نافعہ دینیہ کا حصول اکثر طور پر اہل اللہ کے توجہات روحانیہ ہی کا رہینِ منت رہا ہے۔

طی مے شود ایں رہ بدرخشیدنِ برقے
ما بے خبراں منتظرِ شمع و چراغیم

(یعنی یہ راستہ ایک غیبی چمک ہی سے طے ہوتا ہے۔ جبکہ ہم جیسے بے خبر بتی اور چراغ کی انتظار کیا کرتے ہیں)

شیخ الشیوخ رئیس الطائفہ سیدنا حضرت شیخ الہندؒ کا واقعہ برائے تدریس دارالعلوم بھی اسی قسم کا عجیب وغریب واقعہ ہے۔ کہ یا تو ابتدائی مدرس بننے سے چھپتے پھرتے ہیں اور اس خیال سے بھی سخت گھٹن محسوس فرماتے ہیں اور یا حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی تھپکی دینے سے کہ ''جاؤ اور پڑھاؤ'' اس درجہ کے استاذ بن جاتے ہیں کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مدنیؒ، مثیل ابن حجر علامہ انور شاہؒ، شیخ الاسلام حضرت عثمانیؒ اور مفتی عصر مولانا مفتی کفایت اللہؒ وغیرھم آپ کی شاگردی پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ تفصیل سوانح قاسمی میں مطالعہ کی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

محنت اور جان فشانی

اس گزارش سے میرا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ طلباء علوم دینیہ کو محنت اور مطالعہ و تکرار کتب میں کوشش کی ضرورت نہیں کلّا وحاشا یہ دُرِّ یگانہ (دولت علوم دینیہ) ہی اس قابل ہے کہ اس کے حصول میں عمریں گزاری جائیں اور اس کے لئے محنت میں رات دن کو ایک کر دیا جائے۔ کسی ادنیٰ سستی اور غفلت کو ہرگز اس راہ میں رَوا نہ رکھا جائے۔ کبراء قوم کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْتَسَبُ الْمَعَالِیْ   وَمَنْ طَلَبَ الْعُلٰى سَهِرَ اللَّيَالِیْ

(محنت اور کوشش کے مطابق مراتب حاصل ہوتے ہیں اور جو شخص مراتب عالیہ چاہتا ہے وہ راتیں جاگتا رہے) اسلاف اور ان کے صحیح اخلاف کے شوق و محبت کے واقعات زبان زد عوام و خواص ہیں۔

غرض وغایت

بلکہ مقصد یہ ہے کہ جدید اذہان میں علماء اور مشائخ کی وقعت جو کم ہوتی جا رہی ہے اور اعتزال پسند طبیعتیں جو صرف ظاہری محنت بلکہ صرف مطالعہ کتب کی شُد بُد کو صحیح علم کے لئے کافی سمجھنے کی جو غلطی کر رہے ہیں۔ الحاد و دہریت کا شوشہ اور ضلالت و گمراہی کا پیش خیمہ ہے۔ احادیث نبویہ علی قائلها الصلوٰۃ والتحیۃ پر پوری ڈھٹائی سے پھبتیاں کسنا صلوٰۃ و زکوٰۃ اور قربانی و حدود شرعیہ بلکہ سود اور شراب جیسے بنیادی اور مصرحہ احکامِ اسلام تک میں قطع و برید کی ملحدانہ جرأت کرنا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان حتیٰ کہ سیدنا عثمانؓ ابن عفانؓ کے خلاف سبابانہ ہفوات اور بکواس کرنا سب اسی اساتذہ اور مشائخ کے توجہاتِ باطنیہ سے بے نیاز تعلیم کے ثمراتِ خبیثہ ہیں جن کے اثراتِ مہلکہ و مزمنہ سے اللہ تعالیٰ امت کو محفوظ رکھے

Marfat.com

آمین۔

طلباءعلوم نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا اولین فرض ہے کہ وہ تحصیل علم کے لئے پوری محنت کے ساتھ ساتھ اپنے اساتذہ اور مشائخ وصلحاءِ وقت کے توجہات قاہرہ باطنیہ اور تصرفاتِ غالبہ روحانیہ کے بھی ہر وقت متمنی رہیں۔ اور ان کا حق ادب اور مخلصانہ خدمت کر کے کوشاں رہیں کہ کس طرح اپنے علم کو نافع بنانے میں کامیاب ہوسکیں۔

شبانِ وادی ایمن گھے گھے رسد بمراد
کہ چند سال بجاں خدمتِ شعیبؑ کند

(وادی ایمن کا چرواہا حضرت موسیٰؑ اس وقت مراد کو پہنچا جبکہ کئی سال حضرت شعیبؑ کی خدمت کی) حضرت ممدوح مرحوم کا یہ ارشاد کہ ''میرے لئے علم کا راستہ اس سے کھلا کہ میں نے شیخ کے بنیان کا غسالہ پی لیا تھا'' ہم طلبہ کو یہی سبق سکھلا رہا ہے رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

دجالین سے حفاظت کا مسنون وظیفہ

مذہب میں دجل دینے والوں کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ تو ان کے شر سے بچنے کا مسنون وظیفہ لکھ دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے سورہ کہف کے ابتدائی دس آیتیں اور ایک روایت میں ہے کہ تین آیتیں روزانہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دجال سے محفوظ رکھتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف) اسلئے متلاشیان حق اور طلباءعلوم دینیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس مسنون وظیفہ پر پابندی سے عمل کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ وہ اس کی برکت سے دجاجلہ دور حاضر سے بھی حفاظت فرمائیں گے۔

فولادی سپر

علاوہ ازیں جس طرح میدان جنگ میں دشمن کے وار کو روکنے کے لئے ظاہری طور

Marfat.com

پر ڈھال کا استعمال کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ واجب اور ضروری بھی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مَعَالِی الْھِمَمِ (کہ بے شک اللہ بلند ہمت لوگوں کو پسند کرتے ہیں) کے ماتحت دعائیں بھی انہی کی قبول ہوتی ہیں۔

جو ظاہری طور پر جائز کوششیں کر لیتے ہیں اسلئے ان دجاجلہ کے مقابلہ میں اہل حق کے ترجمان اخبار اور رسائل بھی ضرور زیر مطالعہ رہنے چاہئیں۔ جن میں ان گمراہ شخصیتوں کے مکروفریب کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں جیسے ترجمان اسلام لاہور، بینات کراچی، الحق اکوڑہ خٹک جو آج کل خصوصیت سے فتنہ ''تحریف'' زیر سرپرستی ڈاکٹر فضل الرحمٰن اینڈ کو کے خلاف سازشوں کے پول کھولنے میں مصروف کار ہیں۔ شکر اللہ مساعیھم۔ ملت اسلامیہ کے محبوب اصلاحی ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی طرح اگر ان دفاعی پرچوں کو بھی محبوبیت عامہ حاصل ہو جاتی ہے اور اگر قوم اسی شوق سے ان کا بھی مطالعہ کریں تو انہیں خود محسوس ہوگا کہ ان کے ہاتھ میں اہل باطل کے مقابلہ کے لئے ایک فولادی سپر آ گیا ہے۔

رجال غیب

بے حد خوش قسمت ہیں ہمارے واجب الاحترام بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ماموں کانجن والے جنہیں اللہ تعالیٰ نے محرف اعظم زکوٰۃ کو ٹیکس قرار دینے والے صاحب بہادر کے کامیاب تعاقب کی توفیق عطا فرمادی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں نہایت بے کسی اور بے بسی کے عالم میں مقہور و مجبور اور مظلوم منیبین الی اللہ کی نصرت اور حمایت کے لئے غیب سے کوئی مخلوق فرشتے وغیرہ بھیج دیئے جاتے ہیں۔ مولانا موصوف بھی انہیں رجال غیب میں سے کوئی خوش قسمت معلوم ہوئے ہیں۔ قلمی مدافعت کرنے والے بزرگوں میں پہلے ان کے نام سے کم از کم ہم جیسے دور افتادہ طالب علم ناواقف ہی تھے۔ آپ میدان میں کیا تشریف

Marfat.com

لائے کہ الحمد للہ اسلام کے خلاف ان سازشوں کے نقاب الٹ دیئے اور خدا جزائے خیر عطا فرمائے ان دینی ہفتہ روزوں اور ماہناموں کو کہ انہوں نے بیک آواز ان کے مضامین کو ملک کے گوشہ گوشہ تک پہنچا دیا۔ جزاهم الله احسن الجزاء. آمین ثم آمین

اپنی بے بسی

حقیقت یہ ہے کہ آج قلمی دفاع اسلام کی اشد ترین ضرورت اور دین کی بہت بڑی خدمت ہے۔ نجم المدارس کے فنڈ قوت لایموت میں ذرہ بھی گنجائش ہوتی اور ہمیں وہ کتب جن کی ان کے مدافعت کے لئے ضرورت ہے میسر ہوتے۔ تو اپنی علمی اور قلمی خامیوں کے باوجود بھی اس میدان میں کودنے کو سعادت سمجھتے ہیں۔ اس اصلاحی مضمون کی جگہ بھی دفاعی تحریر کو حضرت الاستاذ المرحوم کے ایصال ثواب کے لئے اولیت دیتا مگر

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(سعادت کی یہ صورتیں قوتِ بازو اور طاقت سے نہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہی حاصل ہوتی ہیں)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک پیشنگوئی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی

بعض بندگانِ خدا کو اجل موعودہ کا کچھ قرائن سے پتہ چل جاتا ہے۔ اور بعض اوقات بعض حِکم اور مصالح کی بناء پر اس کا صراحۃً یا اشارۃً اظہار فرما دیتے ہیں۔ اصل اس باب میں بھی جناب رسول اللہ ﷺ کے وہ ارشادات ہیں جن میں سے بعض میں اشارۃً اور بعض میں صراحۃً آپ نے قربِ وصال کی خبر دی۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ نے فرمایا مناسک حج کو اچھی طرح مجھ سے سیکھ لو شاید اس کے بعد بھی آپ کے ساتھ حج پر اکٹھا نہ

Marfat.com

ہوسکوں یا حج نہ کرسکوں او کما قال علیہ وسلم ﷺ

حضرت معاذؓ کو والئی یمن کی حیثیت سے رخصت فرمانے لگے اور بذات خود ان کی سواری کے ساتھ چند قدم چلے مشایعت فرمائی۔ اور ان کو ضروری ہدایات دیکر فرمایا۔ معاذ! شاید پھر ہماری ملاقات نہ ہو سکے۔ جس پر حضرت معاذؓ حضور ﷺ کی جدائی کا صدمہ معلوم کر کے خوب روئے۔ آپ ﷺ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ الْمُتَّقُوْنَ مَنْ کَانُوْا حَیْثُ کَانُوْا. او کما قال ﷺ (معاذ! دور رہنے کی وجہ سے غم میں نہ پڑو، سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہونگے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔ کوئی بھی ہوں اور جہاں بھی ہو) گویا بُعدِ منزل نبود در سفرِ روحانی (کہ سفرِ روحانی میں منزل کی دوری نہیں ہوتی) حضرت فاطمہؓ کو بھی آپ ﷺ نے صراحۃً بتلا دیا تھا کہ میں عنقریب دنیا فانی سے رخصت ہونے والا ہوں۔ اور یہ بھی کہ اپنے اہل والوں میں تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملوگی۔

مرض الوفات کے خطبہ میں بھی آپؐ نے صریح لفظوں میں اپنے قرب اجل کا اعلان عام فرمایا حضور ﷺ کے طفیل آپ کے بعض امتیوں کو بھی اس اعزاز سے نوازا گیا۔ اور انہیں قرب اجل کی اطلاع ہوگئی تا کہ خود بھی پوری تیاری کرسکیں اور مستفیدین کو بھی ان سے استفادہ میں خوب خوب موقعہ مل سکے اور اس طرح ان کی غیر متوقع وقت پر موت بھی درحقیقت ان کے یا ان کے خواص کے حق میں موت فجاءۃ (ناگہانی) نہیں رہتی یعنی وہ فجاءۃ (ناگہانی موت) رحمت بن جاتی ہے کہ سکرات وغیرہ کی مزید تکلیف سے حفاظت رہ جاتی ہے نہ کہ فجاءۃ حسرت کہ جس میں توبہ اور انابت کا موقعہ نہیں ملتا۔ مشکوٰۃ شریف میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد موجود ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے ''موت فجاءت (ناگہانی) مومن کے لئے رحمت اور منافق کے لئے حسرت اور ندامت ہے'' سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمہؓ نے

Marfat.com

بھی قبل از وقت فرمادیا تھا آج میرا انتقال ہوگا اور پھر غسل کر کے کپڑے بدل کر اپنے مصلّٰی پر رو بہ قبلہ لیٹ گئیں اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ العزیز نے بھی شب برأت (۱۵ شعبان المعظم) کے دوسرے ہی دن اپنے متعلق اپنی اہلیہ سے فرمادیا تھا کہ کیا حال ہوگا۔ اس شخص کا جو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے کہ اس کا نام اس سال میں وفات پانے والوں کی فہرست میں آگیا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے متعلق بھی ''الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر'' میں نقل کیا گیا ہے کہ جس سال جمادی الاولیٰ میں آپ کا وصال ہوا۔ اسی سال شوال ہی میں بعض خواص سے اس کا تذکرہ آچکا تھا۔ کہ میں عنقریب جانے والا ہوں۔ مخدومی حضرت سرگودھویؒ کے متعلق یہ تو نہیں سنا گیا کہ آپ نے قرب اجل کے متعلق کچھ فرمایا ہو لیکن تینتیس سال (۳۳) قبل آپ نے اپنے وصال کی حسنِ کیفیت کا جو نقشہ اپنے ہی ایک شعر میں کھینچا تھا۔ حضرت حق جل مجدہ نے اپنے اس نیک بندے کی اس پیشنگوئی کو حرف بہ حرف سچا دکھا کر آپ کو اپنے فضل وکرم سے '' لو اقسم علی اللہ لابرّہ '' کی صف میں شامل فرمادیا تھا۔ فالحمدللہ حاضرین حادثہ نے وصال کی حسنِ کیفیت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ

''شب جمعہ آپ کی طبیعت سنبھلی ہوئی تھی۔ حتی کہ رات کا کھانا کھایا۔ آم ٹھنڈا کرا کر تناول فرمایا۔ صاحبزادہ محترم مولانا قاری عبدالسمیع صاحب سلمہ کو پشاور سیرت کانفرنس سرگودھا کے سلسلہ میں روانہ فرمایا۔ بڑے صاحبزادہ اور جانشین حضرت مولانا احمد سعید صاحب کو گنجیال جمعہ پڑھانے کی غرض سے اجازت دے دی۔ جمعہ کی مبارک شب میں رات گئے تک علماء وطلباء کے ساتھ مجلس انس وقدس جمی رہی۔ آخر لیل کی مبارک ترین ساعت میں کچھ درد غالباً پہلو میں اٹھا۔ ایک خوش قسمت طالب علم کے حصہ میں آخری خدمت کی سعادت مقدر تھی

Marfat.com

اسے جگایا اور مقام درد کو مَلنے کا حکم دیا۔ قرآن فجر کے وقتِ مشہود کی اذان ملنے والی تھی کہ آپ نے طالب علم کو رخصت کیا اور سنا ہے کہ خود اٹھ کر علاجِ درد کے طور پر کمر یا پہلو کو کپڑے سے باندھا اور استراحت کے لئے لیٹ گئے۔ صاحبزادہ احمد شفیع صاحب نماز پڑھوا دینے کی غرض سے حاضر ہوئے تو استاذ الحدیث مولانا خدا بخش صاحب نے انہیں مشورہ دیا کہ ذرا آرام کرنے دیں خود جامع مسجد میں نماز پڑھا کر آئیں۔ تو آپ کو اٹھائیں۔ ولدِ صالح نماز پڑھا کر جگانے آتے ہیں تو روح مبارک کو ممسک عنداللہ پاتے ہیں وَلَقَدْ صَدَقَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (سورہ زمر آیت ۴۲) (اللہ ہی قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی کہ جن کی موت نہیں آئی ان کے سونے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک کے لئے رہا کر دیتا ہے اس میں ان لوگوں کے لئے جو کہ سوچنے کے عادی ہیں دلائل ہیں۔ (ترجمہ بیان القرآن جلد ۱۰ ص ۲۳)

آیتِ ہذا کی عام طور پر یہی تفسیر کی جاتی ہے اور صحیح بھی ہے کہ توفی کی نسبت اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی جانب بلحاظ آمر ہونے کے ہے۔ اور قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ میں ملک الموت کی طرف بحیثیت مامور کے ہے لیکن بعض نے فرمایا ہے کہ اس میں توفّی کی دو قسموں کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ یعنی بعض لوگوں کی ارواح تو ملک الموت قبض کرتے ہیں مگر بعض کی توفّی بعض خصوصیات کے باعث بلا واسطہ مَلک خود ذاتِ باری تعالیٰ کے حکم محض سے ہوتی ہے گویا ان کے خیال میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس ملک الموت کا آنا بھی محض استیذان حصول اجازت اعزازاً اور اطلاع کے لئے ہوتا ہے۔ قبضِ روح بلا واسطہ مَلک خود مالک الملک ہی فرماتے ہیں (منامی موت بھی اگر بعض خواص کی اس قسم سے

Marfat.com

ہوتو کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ آیت مذکورہ میں جہاں موت فی حالت المنام کا ذکر ہے وہاں توفی کی نسبت ذاتِ پاک ہی کی جانب ہے۔ ہوسکتا ہے "نَم کَنَومَةِ الْعُرُوسِ" (دلہن کی مانند سوجا) میں بھی منام کا ذکرِ خیر اس جانب مشیر ہو کہ اطمینان اور سکون قلبی میں اس حالت کو خاص دخل ہے۔ غزوہ احد میں پریشانی کے بعد جب سکینہ نازل فرمایا گیا تو وہاں بھی ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُعَاسًا (سورہ آل عمران آیت ۱۵۴) اونگھ اطمینان دلانے والی کا ذکر فرمایا گیا۔ اپنے قریب العہد بزرگوں میں شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس اللہ سرہ العزیز "جن کے سید الاولیاء ہونے میں تقریباً اولیاء عصر کا اجماع سا ہو گیا تھا" کا وصال بھی کچھ ایسے ہی حسین کیفیت سے ہوا تھا وہاں بھی صاحبزادہ والا جاہ نماز کے لئے جگانے کی غرض سے ہی حاضر ہوئے مگر آپ کو سدرہ نشین پایا رحمه الله وحمة واسعة۔ فرق تھا تو یہ کہ وہاں قیلولہ کی غرض سے آرام فرمایا گیا تھا اور یہاں تعریس کا وقت تھا وہاں شبِ جمعہ "لیل ازھر" کی آمد تھی اور یہاں یوم جمعہ "اغر" کی۔ فسبحٰن الله مااشبه اليوم بالبارحة (سبحان اللہ آج کا دن (آخر زمانہ) کتنا مشابہ ہے (کل) پہلے زمانہ کے ساتھ)

ے ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم و خم خانہ بامہر ونشان است

(اب بھی (آخری دور) رحمت کی جھڑی موتیاں برسا رہی ہے۔ پلانے والے کا مٹکا بہت ہی مہربان ہے)

بہر حال مومن اور پھر صالح کے لئے موت منامی اور پھر وقت تعریس یا شہود ملائکہ "امنة" اور "نومة العروس" ہی کا کچھ نمونہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم وعلمه اتم واحکم۔

بہر حال وصال کی حسین کیفیت یہ رہی کہ "چٹ منگنی پٹ بیاہ" یہی سکرات یہی وصال۔ حکم ملا فوراً سے پہلے تعمیل اس کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ جس میں اللہ نے اپنے بندے

Marfat.com

سے جھوٹ نہیں کہلوایا۔ تینتیس (۳۳) سالہ قدیمی شعر یہ ہے۔

اشارتے چو رسد کای شفیع خستہ بیا
پرم بروح وکنم ثقل تن از و بیزار

(ایک ہی معمولی تھوڑا سا اشارہ مل جائے کہ اے شفیع آجا۔ تو جسم چھوڑ کر مری روح اڑ کر پہنچ جاوے گی) فرمایئے جو کچھ کہا تھا وہی سچ نکلا یا نہیں۔ فو اللہ لقد صدق ماعاھداللہ علیہ (قسم بخدا سچا کر دکھایا جو اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا) عارف رومؒ نے فنافی اللہ بزرگوں کے متعلق خواہ مخواہ تو نہیں کہہ دیا تھا کہ

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است
فانی است وگفت او گفت خدا است

(شیخ کی دعا عام لوگوں کی دعا کی طرح ہرگز نہیں۔ وہ فنا فی اللہ ہے اس کا کہنا خدا ہی کا کہنا سمجھو)

آپ کے بعض اشعار

آپ کے ایک الہامی شعر کا ذکر آ گیا تو استطراداً آپ کے بعض دوسرے اشعار بھی ہدیہ غم زدہ گان کیے جاتے ہیں۔ شاعری میں آپ کا کیا مقام تھا یہ تو اہل فن ہی جانتے ہوں گے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ایک سالہ علمی محنت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس وہبی علم سے نوازا۔ اس کے باعث مناسبت غیر ضروری علوم تک سے ہو گئی تھی۔

درج ذیل چند اشعار اصحاب صورت کو مطمئن کر سکیں یا نہ۔ اربابِ معنیٰ کے لئے تو ضرور ہی باعث تسکین ہوں گے۔ انشاء اللہ وھو المراد.

فارسی کا شعر تو نذرِ ناظرین ہو چکا۔ اردو میں فرمایا ہے۔

Marfat.com

کاش کے ہوتا مدینہ اور شفیعِ خستہ دل
آنکھ کا سُرمہ بناتا خاکِ کوئے مصطفیٰؐ

؎ اے شفیع بے نوا ہے دردِ دل کی یہ دوا
رکھ تصور یار کا جوں جوں کہ دل گھبرائے ہے

کسی نے کہا تھا

؎ آنکھ نے تو آنکھ دیکھی اسلئے زاری میں ہے
دل نے کیا دیکھا جو بن دیکھے گرفتاری میں ہے

ذیل کے اشعار میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ نام تو نہیں لیکن جہاں تک میرے علم میں ہے یہ حضرت مرحوم ہی کی جانب سے ہے ارشاد ہوتا ہے۔

آنکھ روتی دیکھ کر دل اس پریشانی میں ہے
جس نے آنکھوں کو رلایا ان کی غمخواری میں ہے
بلکہ اس حسرت میں ہے دل پاش پاش اور نیم جان
کاش میں بھی آنکھ ہوتی اس تر سگاری میں ہے
سب غلط بے چینیٔ دل کا سبب کچھ اور ہے
یہ سلوک کج روی میری تباہ کاری میں ہے
یعنی اس حسرت میں ہے نالاں کہ غض بصر کو
جب خدا نے کہہ دیا یہ یوں بزہ کاری میں ہے

پنجابی نعت

؎ اے شاہ عرب اک نظر کرم دی بھال جو دل درماندی ہے
تتی رو رو کے بے حال ہوئی ھُن ہجر و فراق نہ سہاندی ہے

Marfat.com

جے میں عرض کراں مینوں عرب بُلا کتھے میں عاجز کتھے شان تیڈا
جے میں صبر کراں ہو سگدا نئیں دل تنگ ہو کر گُرلاندی ہے

جنیدی صفت ثنا کرے آپ خدا ہے جن و بشر دی طاقت کیا
ہن حور و ملک قربان سدا واہ شانِ نبوت ٹھاندی ہے

جتھے نفسی نفسی پُکار ہوسی اوتھاں نظر تیڈی درکار ہوسی
جیندا ہوسیں شفیع توں پاک نبی بیڑی پار ضرور اُونھا دی اے

اشعار اپنے مضامین، عشقِ رسول ﷺ اور مدلل نصیحت میں صاف اور واضح ہیں۔ جن کی تشریح اور توضیح کی ضرورت نہیں۔ احقر کو بھی یاد رہ گئے ہیں۔ ہوسکتا ہے بعض احباب کو انکے دوسرے ملحقات بھی یاد ہوں۔ ہاں تحفظ ختم نبوت کے جرم مین جب ساڑھے نو ماہ تک آپ سنتِ یوسفی علی نبینا وعلی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اتباع میں پابند قید و سلاسل رہے۔ اس وقت بھی ایک نظم اپنے پاکیزہ جذبات کی مظہر تحریر فرمائی تھی جو کہ یاد نہیں۔

اہل اللہ کا قلبی احترام

علماء حسد کے لئے بدنام ہیں۔ اور جیسا کہ علامہ گیلانی مرحوم نے غالباً نظام تعلیم و تربیت میں لکھا ہے کہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ کے بعد کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی یعنی علم کے بعد طغیان کا ذکر اس طرف مشیر ہے کہ علم کا خاصہ ہے کہ وہ ذی علم میں علّو اور تعلّی پیدا کرنا چاہتا ہے اور ظاہر ہے کہ علّو کا خواہاں دوسرے کا عالی ہونا طبعاً ناپسند کرے گا۔ اس سے حسد پیدا ہوتا ہے اور دوسرے کو نیچا دکھانے کی سعی۔ جو کہ محبط اعمال (اعمال کی بربادی) اور آکلِ حسنات (نیکیوں کو ختم کرتا) ہے۔ اعاذنا اللہ منہ اہل حق اسلئے علم کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس کا اہتمام اشد ضروری سمجھتے ہیں اور

علمے کہ راہِ حق نمناید جہالت است

Marfat.com

(جو علم کہ حق کا راستہ نہ دکھائے وہ جہالت ہی ہے) پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ اپنے عصر کے اہل اللہ اور اہل کمال کی اہلیت اور کمالات کا بھی کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں اور عملاً ان کے ادب واحترام میں کوشاں رہتے ہیں تا کہ حسد کی جڑ ہی کٹ جائے۔ برخلاف ان لوگوں کے جو لفظوں کی شُد بُد سے علامہ کہلانے لگتے ہین اور جنہیں تزکیہ کے مجددانہ طریقوں تک میں امت کے لئے مہلک جراثیم اور زہر ہلاہل نظر آنے لگتی ہیں۔ وہ معاصر اہل اللہ اور علماء تو کیا صدیوں تک کے قدیم ائمہ اسلام اور ہداۃ عظام یہاں تک کہ خیر القرون کے اعلام ہدایت تک کو نیچا دکھانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور اسے کمال تحقیق سمجھتے ہیں۔

حضرت الاستاذ سرگودھویؒ کو اللہ والوں کے ہاتھ لگے ہوئے تھے۔ آپؒ قطب زمان حضرت مولانا احمد خان صاحبؒ کے آستانہ ولایت کے فیض یافتہ تھے۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے زیر تربیت رہ چکے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے انانیت کے کانٹوں سے یہاں تک پاک وصاف کر دیا تھا کہ باہمہ علمی جلالت بازار سے سنا ہے سودا خود خرید کر لاتے تھے۔ کسی نے آپ کے سامان اٹھانے پر اصرار کیا تو فرمایا لعنت ہو ایسے شخص پر جو اپنی ضرورت کے سامان اٹھانے میں عار محسوس کرتا ہو۔ آپ بقیہ السلف حضرت علامہ کشمیریؒ کے منظور نظر رہ چکے تھے۔ جن کے فناء نفس کا ایک واقعہ مولانا انوری صاحب لائل پوری مدظلہ عینی شاہد کی حیثیت سے اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ الشیخ الانور نور اللہ مرقدہ کی علمی شہرت اور عظمت جب چار دانگ عالم تک پہنچ گئی تھی اس کے بعد ہی کا واقعہ ہے کہ ایک دن میں حضرت شیخ الہندؒ کے دربار میں حاضر ہوا۔ پچاس ساٹھ کے قریب علماء، فضلاء، اور عمائدین کا مجمع تھا۔ میں دست بوسی کو حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک بزرگ پنکھا ہلا رہے ہیں۔ مجھے بیٹھنے میں ذرا دیر ہونے لگی۔ تو پیچھے سے ایک باریک آواز سننے میں آئی۔

''بھائی بیٹھ جایئے پنکھا ہلانے دیجیے'' میں نے مُڑ کر دیکھا تو عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت الشیخ

Marfat.com

لانورؒ کی ذات گرامی ہے جو اپنے استاذ کی خدمت میں فخر محسوس کررہے ہیں۔ بہرحال حضرت سرگودھویؒ کو جب ایسے پاک باطن نفوس کی تعلیم وتربیت میسر آچکی تھی تو کیوں مستعد طبیعت متاثر نہ ہوتی۔ اور لائق زمین فَآتَتْ اُکُلَهَا ضِعْفَیْن کا (لائق زمین کا میوہ، غلہ گنا ہوتا ہے) کا حسین منظر پیش نہ کرتی۔ ؎ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

حضرت مرحوم نے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں سے خوب فائدہ اٹھایا اور علم کو "برتن زدن" (کنایہ ہے تکبر سے) سے بچا کر یارِ جان (برجان زدن کنایہ ہے تواضع سے) بنایا۔ اسلاف کرام کی عظمت تو ان کی گھٹی میں پڑی ہی تھی۔ معاصر اہل اللہ کے قلبی احترام کے بھی وہ نمونے پیش کیے جو کہ باید وشاید ؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ذیل میں اس کے تین واقعات پیش خدمت ہیں۔

واقعہ اولیٰ

۵۷ء، ۵۸ء میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا احمد سعید صاحب مدظلہ دارالعلوم دیوبند میں دورہ شریف پڑھ رہے تھے۔ یہ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کا عہد سعادت ہے۔ حضرت مرحوم دارالعلوم تشریف لائے۔ جیسا کہ آپ کے متعلقین کو اچھی طرح معلوم ہے۔ آپ مدت العمر قیمتی لباس پہننے کے عادی تھے۔ نہ صرف آپ بلکہ آپ کے شیخِ طریقت بھی یہی ذوق رکھتے تھے۔ لیکن دوسری طرف حضرت مدنی قدس سرہ العزیز انگریزوں سے بغض فی اللہ کے ماتحت کھدر پوشی پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ اور ملک کے طول وعرض میں اغاظةً للکفار (کفار کے غیظ وغضب کے لئے) اس کی ترغیب میں سرگرم ہیں۔ اس کھدر پوشی کو اہمیت نہ دینے والوں کی فہرست میں بعض اکابر جبالِ علوم کے نام بھی نظر آسکتے ہیں۔ قیمتی لباس پہننے والے بزرگ منہ میں زبان رکھتے ہیں اور نظری حد تک اپنے

Marfat.com

ذوق کے جواز پیش کرنے سے قاصر بھی نہیں ہیں۔ مگر اہل اللہ کے جذبات اور قلبی خواہشات کا احترام سب پر غالب آجاتا ہے۔ نہ اپنی عادت کا خیال نہ شیخ کے ذوق کا بہانہ۔ دربار مدنی پر تشریف لے جانے لگے۔ تو کھدر کا ایک جوڑا جو اسی غرض سے بنوا رکھا تھا زیب تن کر کے حاضر ہوئے اور واپس ہوتے ہی جہاں تک مجھے یاد ہے کسی طالب علم کو دیدیا۔

اہل عصر بزرگوں کا ''جب کہ وہ بلا واسطہ نہ سلسلہ اساتذہ میں ہوں اور نہ شجرہ مشائخ میں'' اس حد تک احترام اور ان کے قلبی جذبات اپنی عادت کے خلاف اتنا لحاظ کہنے کی حد تک آسان سہی مگر عمل کے لحاظ سے ہر کسی کا کام نہیں۔ مجھے اس وقت بھی حضرت امام شافعیؒ کا وہ خاص طریقِ ادب یاد آیا۔ جسے علامہ شامیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ جب آپ سراج الامت حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر پر حاضر ہوئے تو نمازِ فجر میں دعائے قنوت نہیں پڑھی۔ جب پوچھنے والے نے پوچھا کہ حضرت آپ کی تحقیق میں تو صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا چاہئے۔ آج آپ نے اپنی تحقیق کے خلاف کیوں عمل فرمایا۔ تو جواب دیا کہ ''احتراماً لصاحب هذا القبر'' (کہ اس قبر والے کے احترام میں)

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ؎ گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

(اپنے کو نیک لوگوں پر قیاس نہ کیا کرو۔ کیونکہ لکھنے میں شیر اور شِیر یکساں معلوم ہوتے ہیں)

دوسرا واقعہ

غالباً ۱۹۴۹ء کی بات ہے۔ صاحبزادہ مولانا قاری عبدالسمیع صاحب سلمہ دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف پڑھ رہے تھے۔ حضرت الاستاذ سرگودھویؒ دارالعلوم دیوبند تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں سرہند شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی زیارت کے لئے اترتے ہیں۔ روضہء مجددی پر دو ایک روز تک بہت سے

Marfat.com

متوسلین اور معتقدین کے ساتھ حلقہ ذکر و مراقبہ وغیرہ کرتے ہوئے قیام فرماتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنی قدس اللہ سرہ نے بھی غالباً اختتامِ دورہ شریف کے وصایا میں فرمایا تھا۔ سرحد اور پنجاب کے طلباء آتے جاتے حضرت مجددؒ کی زیارت سے ضرور متمتع ہوتے رہیں اور کمال قال حضرت شاہ عبدالغنی مجددی دہلویؒ نے اس روضہء مطہرہ کے متعلق فرمایا تھا جسے شاندار ماضی میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

شیرے بہ خواب ناز بہ پہلوش دو شبل
یارب چہ رازہاست کہ اینجا نہفتہ اند

(ایک شیر (حضرت مجددؒ) خواب ناز میں محو ہے اور دو بچے اس کے پہلو میں ہیں (شبل شیر کا بچہ) ای ربّ کتنے راز ہیں جو یہاں پوشیدہ ہیں) اور

تنہا غنی نہ نغمہء مدح تو ساز کرد
کروبیاں عرش ہمیں گونہ گفتہ اند

(صرف غنی (شاہ عبدالغنی صاحب شاہان دہلی کے ایک بزرگ) ہی آپ کی تعریف (حضرت مجددؒ کی) تعریف نہیں کر رہا۔ عرش والے فرشتے بھی یہی کہہ رہے ہیں)

اقبال مرحوم نے بھی اسی کی عقیدت میں کہا تھا۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے کلاہ فقر سے ہے زینتِ دستار

سیّدی و مولائی سرتاج علماء حضرت نور المشائخ کابلی مجددی فاروقیؒ بھی وہاں تشریف فرما تھے بات حضرت الاستاذ سرگودھویؒ کے قلب صافی میں اولیاء عصر کے قلبی احترام کی عرض کر رہا

Marfat.com

تھا۔چنانچہ ایک صبح آپ اپنے متوسلین اور مشہور فقیہ عصر حضرت مولانا احمد دین صاحب گنجیالویؒ کے ساتھ حضرت نور المشائخ کے قیام گاہ پر تشریف لائے۔احقر راقم سے فر حضرت سے ملنا ہے۔میں نے حضرت کے خلیفہ ارشد مخدومی صاحبزادہ عبدالحلیم صاحب (شیرانی) سے عرض کیا۔اساتذہ سرگودھا کو حضرت سے ملنا ہے موصوف مرحوم نے فوراً اندر کر حضرت کابلی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں عرض کیا۔علماء سرگودھا ملنا چاہتے ہیں۔حضرت نے بڑی خوشی سے اجازت فرمائی۔آپ اندر تشریف لے گئے۔چچاجی مرحوم حضرت مولا احمد دین صاحب پہلے ملے پھر حضرت موصوف سرگودھوی کو حضرت نور المشائخ نے بیٹھے بیٹھے ملتے ہوئے گلے سے لگایا اور کابلی اظہار محبت وعقیدت کے طور پر چچاجی کے ڈاڑھی او پیشانی کو چوما اور ساتھ ہی فارسی زبان میں معذرت کرتے ہوئے فرمایا۔میرے گھٹنوں میں درد ہے اسلئے احتراماً کھڑا نہ ہوسکا۔بات سننے کی یہ ہے کہ حضرت الاستاذ فصیح وبلیغ لسان تھے واقفین اور متعلقین جانتے ہیں کہ آپؒ چاہتے تو ہر بڑی مجلس کے ہیرو بن جاتے جہاں کم از کم اس قدسی کے مجلس آداب سے سب سے زیادہ عہدہ برآ ہونے کا اہل تو آپ ہی کو سمجھا جارہا تھا مگر دیکھا یہی گیا کہ آپ شیخ کابلی کے احترام میں اول سے آخر تک بظاہر بالکل ساکت اور صامت رہے۔حضرت نور المشائخ اور حضرت مولانا احمد دین صاحب ہی کے درمیان ہم کلامی رہی۔اور آپ غور سے سنتے رہے۔رخصت ہونے لگے۔تو مجددانہ جود وسخا اور سلوک نقشبندیہ کی مخصوص ادا ''عظمت شیوخ واحترام علماء'' کے پیش نظر مولا یم حضرت نور المشائخ نے ان حضرات کو کابلی جائے نمازیں اور غالیچے وغیرہ ہدیۃً پیش کیے۔آپ اجازت لے کر باہر آئے تو فرمایا۔کمال ہے حضرت نور المشائخ اور مولانا مدنی کا یہ گاندھی کے گھٹنے سے گھٹنا ملائے بیٹھے ہوں تو بھی دل یادِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔اور اس وقت کی مجلس میں بیسیوں فاسق فاجر اور لاکھ پتی بیٹھے تھے مگر (حضرت کابلیؒ) کا دل یادالٰہی سے ایک منٹ بھی غافل

Marfat.com

نہیں ہوا۔

ایک آرزو

حضرت صاحب سرگودھویؒ علامہ کشمیریؒ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں جیسا کہ بینات کراچی کی شہادت ہے اور علامہ کشمیری کو بزرگانِ دیوبند میں جو مقام حاصل ہے وہ سب پر واضح ہے۔ یہ دیوبندی عالم ایک مجدّدی ولی اللہ کے ساتھ جس تعظیم سے پیش آئے ہیں وہ آپ سن چکے ہیں۔ پھر ان کے دوام حضور اور مشاہدہ حق کی جو شہادت ادا کر رہے ہیں اور غائبانہ وہ اعتراف عظمت کے ساتھ ساتھ خود اس دیوبندی بزرگ کی باطنی بینائی کی بھی دلیل ہے کیونکہ

مادح خورشید مداح خود است
کہ دو چشم سالم و نا مرمد است

(سورج کی تعریف کرنے والا کہ یہ تو بہت چمکدار ہے درحقیقت اپنی تعریف کر رہا ہے یعنی یہ کہ میری آنکھیں ٹھیک اور بے مرض ہیں (مرمد کا معنی ہے مریض۔ نامرمد صحیح وسالم)

پھر سیدی حضرت نور المشائخ قدس سرہ العزیز جیسے وسیع المعلومات بالغ النظر مجسم غیرت دین ہستی کا ایک مشہور و معروف دیوبندی کے ساتھ اس احترام اور محبت سے پیش آنا کیا اس کی کھلی دلیل نہیں کہ اکابرین دیوبند کے خلاف ایک سوچی سمجھی انگریزی سازش کے ماتحت تہمت وافترا کی جو تحریک چلائی جا رہی ہے کہ دیوبندی بزرگوں کو نہیں مانتے ان کے دلوں میں عظمت رسول اللہ ﷺ کی معاذاللہ ثم معاذاللہ کم ہوتی ہے۔ آخر سوچیئے تو سہی اس میں کہاں تک صداقت ہے۔ وہ کہ جن لوگوں کی تاریخ میں باطل سے ٹکر لینے کا باب ہی نہ ہو۔ جو لوگ ہمیشہ چھری والے ظالم کے بجائے نہتے بے گناہ پر پل پڑنے کے عادی ہوں۔ جنہیں سلاطین

Marfat.com

سے متعلق اسلامی ہدایات کے تمام ذخیرہ میں السلطان ظل اللہ فی الارض (کہ بادشاہ زمین پر اللہ کا نائب ہے) کی روایت ہی اپنے من مانے مفہوم کے مطابق یاد رہ گئی ہو اور جو افضل الجهاد کلمة حق عندسلطان جائرٍ (افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے) کی روایت سے ہمیشہ آنکھ بچا کر نکل جاتے ہوں وہ اگر دار ورسن کے دلدادہ دیوبندیوں کے ساتھ نہ چل سکتے ہوں اور ان کے خلاف ہر الزام کو بڑھا چڑھا کر پھیلانے میں اس لئے لذت محسوس کرتے ہوں کہ خود ان کے عیب ''سکوت عن الحق'' پر پردہ پڑا رہے تو کچھ عجب نہیں۔ سخت تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ وہ مجددیت جس کا جوہر ہی دین پر غیرت کھانا ہے۔ معصومیت جس کا اوڑھنا بچھونا ہی نفر فی سبیل اللہ ہے فاروقیت جس کا خمیر ہی ردِ بدعات سے اٹھایا گیا ہے۔ اس سے نسبت رکھنے والے بعض بزرگ آخر کیوں بلا تحقیقِ عمیق کے اس انگریزی پروپیگنڈہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

خندۂ اہل جہاں کی مجھے پروا کیا ہے
تم بھی ہنستے ہو میرے حال پہ رونا ہے یہی

یعنی دوسری قسم کے لوگ اگر دیوبند کے اکابر پر اعتراض کریں تو تعجب کی بات نہیں حضرت مجددؒ سے تعلق رکھنے والے کیوں ان حضرات سے ناراض ہوتے ہیں۔

میں اپنی علمی بے مائیگی اور عملی تہی دامنی اور راہ و رسمِ نسبت سے ناواقفی کی بنا پر اس پوزیشن میں ہرگز نہیں ہوں کہ پاکستان کے ان مجددی بزرگوں سے کچھ عرض کرنے کی گستاخی کروں جو بزرگانِ دیوبند کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بعض مسائل میں اختلاف کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ مثلاً یہ کہ فلاں عمل بدعت سیئہ میں داخل ہے یا نہیں۔ گزارش ہے تو اتنی کہ جو مجددی حضرات حب فی اللہ اور بغض للہ کے صحیح جذبے کے ماتحت دیوبندی بزرگوں سے اتہام بالا کی وجہ سے روٹھنے لگتے ہیں ان کو ٹھنڈے دل سے اس پر بھی غور فرمانا چاہیئے کہ اگر واقعی یہ

Marfat.com

لوگ بزرگوں کو نہ مانتے اوران کے دلوں میں معاذاللہ ثم معاذاللہ عظمتِ رسول اللہ ﷺ کی ذرا بھی کمی ہوتی تو حضرت نورالمشائخ قدس سرہ جیسے عظیم شخصیت جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس آخر دور میں جرأت ایمانی اور غیرت اسلامی کا ایک مکمل نمونہ بنایا تھا انہی دیوبندیوں سے اس مروّت ومحبت بلکہ عقیدت اور اخلاص سے ہرگز پیش نہ آتے۔ میرے والد ماجد حضرت نورالمشائخ ؒ کے دلدادہ مریدین میں سے تھے۔اور حضرت کے اشاروں پر ہی چلنے والے۔ آپ نے ہم دونوں بھائیوں کو دارالعلوم دیوبند بھیجا۔ حضرت اقدس کو اچھی طرح معلوم تھا اس کے باوجود کسی وقت بھی اس پر ادنیٰ نکیر نہیں فرمائی۔ دیوبندی اساطین میں سے بہت بڑے اور معروف ومشہور بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ سے حضرت نور اللہ مرقدہ کے گہرے مخلصانہ عنایات وابستہ رہیں۔اور آج بھی آپ کے جانشینوں سے حضرت بنوری مدظلہ کے گہرے اور للہی مخلصانہ روابط ہیں کیا یہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات اس کی دلیل نہیں کہ خانوادہ مجددیہ کے نجم ثاقب سلسلہ معصومیہ کے شمس تاباں اور فاروقی نجوم کے بدرِ منیر سیدنا حضرت مولانا نورالمشائخ ؒ کو دیوبندیوں کے عظمت رسول اللہ ﷺ اور محبت خدمت دین کے سلسلہ میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا وکفیٰ بہ قدوۃ کاش کہ مجددی حضرات اس ناکارہ کی اس گزارش پر اس خاص طریق سے غور فرمانے کی زحمت گوارا فرمالیں تو پاکستان میں روز افزوں دینی فتنوں کی روک تھام کے لئے متحدہ کوششوں کے راستے کھل سکیں ۔اللھم اعطنی ماتمنی (اے اللہ میری تمنا پوری فرما)

تیسرا واقعہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی تنظیم ابتدائی مراحل میں تھی حضرت الاستاذ مخدومی حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ نے عارضی صدر کی حیثیت سے عربی مدارس کے نام

Marfat.com

دعوت نامے جاری کیے ہوئے تھے۔ قطبِ زمان شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے مرکزی دفتر جمعیت علماء اسلام سے تنظیم مدارس کے سلسلہ میں جو اعلان شائع فرمایا وہ بظاہر اس کے معارض نظر آرہا تھا۔ جمعیت کے شوریٰ کا اجلاس لاہور میں دو دن پہلے ہونے والا تھا۔ اور وفاق المدارس کا اجلاس ملتان میں دو دن بعد۔ لاہور کے اجلاس میں تنظیم مدارس کے سلسلہ میں جو اعلان بظاہر متوقع تھا اس سے اختلاف کا اندیشہ تھا۔ لاہور کے اجلاس میں بحیثیت رکن مجلس عاملہ احقر کو بھی حاضر ہونا تھا۔ رات کے دو بجے احقر سرگودھا پہنچا۔ میں جب آپ حضرت سرگودھویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ اپنی خطابت گاہ جامع مسجد بلاک نمبرا سرگودھا کے تالاب پر رات کی تنہائیوں میں وضو سے فارغ ہو رہے تھے کہ مجھے شرف دست بوسی حاصل ہوا۔ خوش ہو کر فرمایا لاہور جا رہے ہو جواب اثبات میں پا کر فرمایا حضرت مولانا مفتی محمود صاحب بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ سب اکٹھے جائیں گے۔ پھر ارشاد ہوا ''بڑی پریشانی ہے بزرگوں میں اختلاف کا خطرہ ہے کوشش کرو اختلاف نہ ہو جائے اور معاً فرمایا سچی بات تو یہ ہے کہ ہم حضرت مولانا احمد علی صاحب کے دامن کو نہیں چھوڑ سکتے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب بھی بڑی قدر فرماتے ہیں۔ ان کو بھی کسی قیمت پر ناراض نہیں کر سکتے۔''

دونوں آپ حضرت سرگودھویؒ کے ہم عصر بزرگ ہیں۔ دونوں سے دنیاوی معاملات کا کوئی رابطہ نہیں۔ اپنی وضع داری اپنے اثر ورسوخ کے حدود میں بھی باقی رکھ سکتے ہیں مگر دو بزرگوں سے للہی تعلق ہے ان حضرات کے رشد وصلاح اور علم وتقویٰ کے اثرات سے متأثر ہیں ان کے اختلاف سے پریشان ہیں اور بالکل تنہائی میں بھی اپنے کسی خادم سے بڑے درد سے اس کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش کو پورا فرما دیا اور جمعیت کا فیصلہ وفاق المدارس میں تمام شکوک وشبہات سے بالاتر ہو کر شریک ہونے کا ہو گیا۔

Marfat.com

کمالاتِ اہلِ کمال کی قدر دانی

حضرت الاستاذ سرگودھویؒ کو اللہ تعالیٰ نے ایک جوہری کی نظر عطا فرمائی تھی۔ آپؒ جوہر شناس تھے اور کسی معاصر کے کسی ایسے کمال کی قدر کرنے میں تامل نہیں فرمایا جس کا خود آپ کے بعض کمالات یا ذمہ داریوں پر بھی اثر پڑ سکتا تھا۔ گویا قَوَّامِيْنَ شُهَدَاءَ اللّٰهِ وَلَوْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ (حق کی گواہی ادا کرتے رہو۔ چاہے اس سے تمہاری ذات کو بھی نقصان ہو) کی جیتی جاگتی تصویر تھے فرحمه الله رحمة واسعة۔

اس سلسلہ کے چار واقعات نظر قارئین ہیں۔

(الف) آپ مغربی پاکستان کی ایک قدیمی کثیر النفع عظیم دینی درسگاہ مدرسہ سراج العلوم سرگودھا کے بانی اور مہتمم ہیں مگر کھلے طور پر بارہا غائبانہ طور پر اپنے ہی مخلصین اور معتقدین کے مجالس میں فرمایا کرتے تھے "مجھے مدرسہ چلانے کا کوئی ڈھنگ نہیں آتا۔ نظم حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کا کام ہے۔ شاہ صاحب بخاری کے حوالہ سے فرمایا کرتے تھے کہ مدرسہ چلانا ہو تو اس کا ڈھنگ حضرت مولانا خیر محمد صاحب سے سیکھو"۔ نجم المدارس کلاچی کی سرپرستی فرماتے ہوئے تشریف لائے۔ دفتری رجسٹر ملاحظہ فرماتے۔ کبھی امتحانی پرچوں کا معائنہ فرماتے تعمیری کام پر نظر ڈالتے تو ہمت افزائی کے طور پر آپ کا تبصرہ یہی ہوتا تھا۔

"تم میرے شاگرد نہیں بنے مدرسہ چلانے کے کام میں تم حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ کے شاگرد ہو"

مدرسہ خیر المدارس ملتان کے سالانہ جلسہ پر ایک دفعہ تشریف لے گئے۔ طلبہ مدرسہ کا حسن اخلاق اور مہمانوں کی مہمانداری سے بہت متاثر ہوئے۔ واپسی پر غائبانہ خیر المدارس کی حسن ترتیب کی بہت تعریف فرمائی۔ اور اپنے ہی اساتذہ اور طلبہ کے سامنے اور تعلیماً انہیں

Marfat.com

بڑی سختی سے تنبیہ بھی فرمائی۔ لوگ جب تک ہم پیشہ معاصرین کے کاموں میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر کیڑے نہ نکالیں اس وقت تک انہیں اپنی چودھراہٹ خطرہ میں نظر آتی ہے مگر اللہ والوں کی دنیا ہی اور ہے۔

احمد تو عاشقی بہ مشیخت تراچہ کار
دیوانہ باش سلسلہ شد شد نہ شد شد

(احمد (شاعر کا نام ہے) تجھے پیر بننے سے کیا تعلق تم عاشق بن کر اپنا فرض ادا کرتے رہو سلسلہ چلے نہ چلے)

(ب) ایک دفعہ مدرسہ نجم المدارس کلاچی کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ صبح کی نماز یہاں کے قریبی پہاڑ میں رہنے والے ایک بزرگ حضرت صاحبزادہ عبدالحلیم صاحب مرحوم ومغفور خلیفہء ارشد حضرت نور المشائخ صاحب کابلی مجددی فاروقی ؒ نے پڑھائی۔ نماز پڑھانے والے بزرگ غضب کا ضبط رکھتے تھے۔ بیس سالہ گھریلو تعلقات کے باوجود خود ہمیں بھی یہ علم نہیں تھا کہ آپ قرآن مجید کے جید قاری بھی ہیں۔ میں حضرت سرگودھوی ؒ کے ساتھ ہی صف میں شامل تھا۔ حضرت کے مزاج سے واقف تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ اگر حضرت کو یاد رہا تو ضرور کسی مجلس میں اس امام صاحب کے قرأت کی تحسین فرماویں گے میرے اندازے کے عین مطابق حضرت نے سلام پھیرتے ہی دعا سے پہلے پہلے فرمایا نماز کس نے پڑھائی۔ میں نے بتلایا تو فرمایا قرآن مجید بڑا اچھا پڑھا۔ دعا سے فارغ ہو کر جب نمازی اٹھے آپ نے فرمایا یہ ہیں کون؟ قرآن مجید بڑا اچھا پڑھا ہے یہ کہہ کر برآمدہ میں پہنچے اور اسی خوشی میں کہ انہوں نے قرآن مجید بڑا اچھا پڑھا۔ قدم بڑھا کر ان سے مصافحہ کیا۔ خود حضرت صاحبزادہ صاحب کو تعجب ہوا کہ مجھ جیسی غیر معروف شخصیت کی طرف حضرت کیوں خاص محبت سے لپکے اور مصافحہ فرمایا مگر اصل میں کشش وہی تھی کہ انہوں نے قرآن

Marfat.com

مجید بہت اچھا پڑھا اور صاحبزادہ صاحب سے کہا آپ نے قرآن مجید بہت اچھا پڑھا۔

(ج) آخری حج کا واقعہ بے تکلفی سے اپنے خدام کو سنایا کرتے تھے کہ مسجد نبوی علیٰ صاحبہا و مجاورہا الصلوٰۃ والسلام میں ایک جید قاری صاحب جو کہ غالباً امام بھی تھے کی زیارت اور ان سے کلام الٰہی سننے کا شوق ہوا۔ فرمایا ان سے تلاوت کرنے کی فرمائش میں بے ادبی معلوم ہوئی اسلئے ایک قاری کو ساتھ لے کر عرض کیا حضرت یہ آپ کو کچھ آیاتِ کریمہ سنانا چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی تالیفاً وتطییباً للقلب "قدموا بین یدی نجواکم صدقات" کے ماتحت کچھ ہدیہ بھی سامنے رکھا انہوں نے منظور فرمایا اور قاری صاحب نے سورت نجم کی تلاوت شروع کر دی فرمایا والنجم سنتے ہی مدنی قاری صاحب نے فرمایا۔ لالا یا شیخ ماانزل القرآن ھکذا۔ ھون ھون شیخ (قرآن ایسا نازل نہیں ہوا جیسا تم نے پڑھا) غالباً ان قاری صاحب سے جیم ساکن صحیح ادا نہ ہوسکا جس کی مدنی قاری صاحب نے اصلاح فرمادی۔ حضرت الاستاذ مرحوم فرماتے ہیں میں نے عرض کیا حضرت میں ہی کچھ سنا دیتا ہوں انہوں نے منظور فرمایا تو میں نے تلاوت شروع کر دی۔ سنانے کی بات یہ ہے کہ یہاں تک پہنچ کر آپ بڑی بے تکلفی سے فرمایا کرتے جیم ساکن کا تلفظ تو میں نے ان سے سیکھ لیا تھا اس لئے لفظ والنجم پڑھنے میں تو خیر گزری لیکن ماضل پر پہنچا تو قاری صاحب نے فرمایا ''سامحت یا مولانا'' (مولانا آپ سے بھی تسامح ہوگیا) ''الاستطالۃ فی الضاد لافی اللام'' (استطالہ ضاد میں ہے نہ کہ لام میں)۔

حضرت مرحوم نے فرمایا اصل مقصد تو قاری صاحب سے ہی سننا تھا یہ سب تو محض تمہیدی مقدمات تھے اب موقع ملا اور اپنی لغزشیں کام آئیں۔ عرض کیا کچھ حضرت ہی مہربانی کر کے سنائیں فرماتے ہیں انہوں نے سنایا اور الحمدللہ مرکزِ اسلام کے قاری نے جیسا کہ چاہیئے تھا قرآن مجید کے پڑھنے کا ایک حد تک حق ادا کر دیا فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزا۔

Marfat.com

دعوتِ غور

واقعہ پڑھ کر ہمیں گزر نہیں جانا چاہیئے بلکہ حضرت الاستاذ المرحوم کے آئینہ کردار میں ہم کو اپنا چہرہ بھی دیکھ لینا چاہیئے ایک ایسے بزرگ جن کی دنیوی وجاہت سے مرعوب ہونے کی کوئی وجہ نہیں فرمائش کسی دنیوی کام کی نہیں خالص دینی اور وہ بھی تلاوتِ کلام پاک کی ہے۔ مگر جس مقامِ مقدس سے انہیں نسبت ہے اس کی عظمت بے تکلفانہ فرمائش میں مانع ہے۔ اسلئے ہدیہ پیش کرتے ہیں اور ایک دوسرے قاری کو واسطہ بناتے ہیں کہ پھر خود سنانے کی اجازت حاصل کرتے ہیں تب کہیں جا کر تلاوت کلام پاک کی فرمائش کی جرأت کرتے ہیں۔

ے وَمَا رُعْبُ الْاِمَامِ اَخَافَ قَلْبَهٗ

وَلٰكِنْ رُعْبُ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَ

(امام صاحب کے رعب سے آپ مرعوب نہیں تھے بلکہ جہاں کے وہ امام تھے یہ ساری محنت ان کی عظمت کی وجہ سے کی گئی) دیو بندیوں کے دل میں عظمتِ رسول ﷺ کی کمی ہوتی ہے کا اتہام لگانے والے نے بارگاہ خداوندی میں اس مقدمہ سے برأت کے لئے نہ معلوم کیا سوچا ہوا ہے۔ کیا انہیں داورِ حشر کی عدالت میں پیش ہونے کا یقین ہی نہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت قاسم نانوتویؒ کے یہ نعتیہ اشعار بچے بچے تک پہنچ چکے ہیں۔

ے امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے

کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

ے جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں

مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار

ے مگر یہ رتبہ کہاں مُشتِ خاک قاسم کا

Marfat.com

کہ جائے کوچۂ اطہر میں بن کے تیرے غبار
ولے جہاں ہو فلک آسماں سے بھی نیچا
وہاں ہو قاسم بے بال و پر کا کیوں کر گزار

اور
بحق آنکہ او جان جہاں است
فدائے روضۂ اش ہفت آسمان است

(بہ وسیلہ اس ذات پاکؐ کے جو کہ تمام جہاں کے لئے بمنزلہ روح کے ہیں اور اس کے روضہ پر ساتوں آسمان کے فرشتے قربان ہونا چاہتے ہیں)

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ رحمۃ الباری تو سرور کونین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو آبروئے خدا بتلائیں۔ سواطع الالہام میں ہے۔

یتیم مکہ محمد کہ آبروئے خدا است
کسے کہ خاک درش نیست بر خاک بر سر او

(مکہ مکرمہ کا یتیم جس کا نام محمد ہے خالق کائنات جل جلالہ کی عظمت کا نشان (دلیل) ہے جو بھی اس کے در کی خاک نہ بنے۔ اس کے سر پر مٹی پڑے (ذلیل ہو)۔)

اور
سِرّ قضا و قدر ہمیں است اے ندیم
پیکان امر حق بہ کمان محمد است

(تقدیر کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے اوامر و افعال کی کمان آپ (محمد ﷺ) کے ہاتھ میں دیدی)

اور
حفیظ خاک بہ بخت بلند مے نازد
کہ در مدیحۂ ضیفش حدیث لولاک است

(مٹی کو اپنی نیک بختی پر ناز کرنے کا حق ہے۔ کہ اس کے مہمانوں میں لولاک کا مہمان بھی

Marfat.com

ہے۔یعنی آنحضرت ﷺ جن کو کہا گیا کہ اگر آپ نہ ہوتے تو آسمانوں کو پیدا نہ کیا جاتا)
حضرت قاسم نانوتویؒ گنبد خضرا دیکھ کر سبز رنگ کا جوتا پہننا چھوڑ دیتے ہیں اور حضرت گنگوہیؒ کھجورِ مدینہ کی گٹھلیاں کوٹ کر پی لیتے ہیں۔ پھینکنا خلاف ادب سمجھتے ہیں۔ کسی ملک کا بنا ہو کپڑا صرف اس لئے چومتے ہیں کہ اس کو مدینہ منورہ کی ہوا تو لگی ہے۔ مگر دیوبندیوں کے دل میں عظمت رسول اللہ ﷺ کی کمی کا افتراء تادم زیست انگریزیت کو زندہ ہی رکھے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خیر بات حضرت سرگودھویؒ کی چل رہی تھی کہ مدنی قاری کو فرمائش کرنے میں یہ سب وسائط اختیار کرنا عظمت نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا نتیجہ تھا۔ علاوہ ازیں آپؒ فن قرأت سے نہ صرف یہ کہ واقف ہیں بلکہ بطور تحدث بالنعمة ایک حد تک اس کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں۔ اور متوسلین، معتقدین اور تلامذہ کا بھی اچھا خاصہ حلقہ ہے۔ مگر کسی مجلس کا امتیاز کیے بغیر پوری آزادی سے فرماتے ہیں۔ لفظ والنجم کا صحیح تلفظ تو میں نے ان سے سیکھ لیا مگر مـاضل کے تلفظ میں انہوں نے مجھے ٹوکا۔ نفسانیت کے اس وبائی دور میں فلاں لفظ میں نے ان سے سیکھا۔ مجھے فلاں لفظ پر ٹوکا۔ فلاں قسم کی اصلاح فرمائی کا بے تکلفانہ اپنی زبان سے اپنے ہی معتقدین میں اظہار کرنا میرے خیال میں تو ہر کسی کا کام نہیں۔ الامن رحم وذلک ھو الفوز العظیم۔ (مگر جس پر اللہ مہربان ہو اور یہی بڑی کامیابی ہے)

(د) حضرت مرحوم نے ایک سال اپنے جامعہ سراج العلوم سرگودھا کے منصبِ شیخ الحدیث کو زینت بخشنے کے لئے عصر حاضر کے عظیم مفسر کبیر محدث اور مشہور محقق شمس المشائخ حضرت العلام مولانا شمس الحق صاحب افغانی متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقائھم کو دعوت دی۔ آپ نے اس خیال سے کہ جامعہ کا اعلان خلاف واقعہ ثابت نہ ہو۔ ایک ماہ کے لئے جامعہ میں بخاری شریف کا درس دینا منظور فرمالیا چونکہ حضرت مدظلہ کو حق تعالیٰ نے علمی جلالت کے

Marfat.com

ساتھ ساتھ دنیوی وجاہت اور عظمت بھی عطا فرمائی ہے۔ اسلئے اہل جامعہ نے آپ کی وزارتی اور آسودہ زندگی کا خیال رکھتے ہوئے شہر کے ایک کنارہ پر مستقل کوٹھی کرایہ پر لے لی تا کہ آپ شہر کے شور وغوغا سے علیحدہ سکون وآرام سے رہ سکیں مگر الحمدللہ یہاں فقر اندر لباس شاہی آمد کی تاریخ دھرائی جارہی تھی۔

حضرت مدظلہ نے وہاں پہنچتے ہی دریافت فرمایا۔ نماز باجماعت کا کیا انتظام ہوگا۔ بتلایا گیا جو خادم آپ کے ساتھ رہیں گے ان کی معیت میں جماعت ہوتی رہے گی۔ آپ نے اس آرام اور سہولت کے مقابلہ میں اس کو پسند فرمایا کہ جامع مسجد کے کسی حجرہ ہی میں رہیں تا کہ نماز جامع مسجد میں کثیر مسلمین کے ساتھ ادا ہوتی رہے۔ حضرت الاستاذ المرحوم پر حضرت افغانی مدظلہ کے اس استقامت کا گہرا اثر ہوا اور جیسا کہ چاہئیے تھا آپ نے اس کی پوری قدر فرمائی اور اپنی کمال پسند طبیعت کے عین موافق بظہر الغیب (غائبانہ) اپنے حلقۂ معتقدین میں اور کمال یہ ہے کہ حضرت افغانی دامت برکاتھم کے جامعہ سے تشریف لے جانے کے بعد نہایت فراخدلی سے اعتراف فرمایا ’’اتباع سنت کا یہ شوق اور درجات آخرت کی یہ حرص حضرت افغانی کی ولایت کی بڑی دلیل ہے‘‘۔

مقصد تحریر تو حضرت سرگودھویؒ کی کمال پسندی پر اس واقعہ کا بیان کرنا تھا مگر ضمناً حضرت افغانی مدظلہ کا ایک اور واقعہ بھی یاد آگیا۔ وہ بھی ہدیہ ناظرین ہے۔ قلات میں وزارت معارف سے فارغ ہونے کے بعد اور جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے منصب شیخ التفسیر کو زینت بخشنے سے پہلے اس وسطانی فراغت میں عربی مدارس کے سالانہ جلسوں میں شرکت کے لئے حضرت ممدوح مدظلہ جب ملک کے طول وعرض سفر پر تشریف لے جایا کرتے تھے تو شریک سفر ایک معمر سفید ریش ہی آپ کا رفیق سفر ہوتا تھا جسے علماء حضرات اور داعی صاحبان بھی دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے کہ یہ صاحب سفر میں مولانا کی کیا خدمت کرتے ہوں گے۔

Marfat.com

یہ تو خود اس قابل ہیں کہ سفر میں ان کی دستگیری ہوتی رہے۔

چنانچہ ایک قافلہ علماء کے آخری حدی خواں حضرت مولانا عبدالحنان راولپنڈی نے حضرت سے بے تکلفی میں کہا۔ حضرت اس کی وضاحت فرماویں۔ کہ سفر میں اس معمر بزرگ کی رفاقت سے آپ کو کیا سہولت رہتی ہے۔ حضرت نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا ''جلسوں میں عموماً گیارہ بارہ بجے تک جاگنا پڑتا ہے یہ بزرگ کسی وقت بھی سو جائیں تہجد کے لئے ضرور وقت پر اٹھتے ہیں اور پھر مجھے اٹھانے میں مدد دیتے ہیں'' ہمچو ما اہل غفلت کے لئے خواندہ و ناخواندہ برابر سہی مگر اہل بصیرت کا فیصلہ تو یہ ہے کہ

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا جز آہ سحر گاہی

اس سلسلہ میں حضرت افغانی دامت برکاتھم کے ایک مکتوب مرغوب کی نقل نہایت مناسب اور باموقعہ معلوم ہوتی ہے۔ حضرت متعنا اللہ بطول بقائھم نے احقر راقم غفرلہ کو ایک عنایت نامہ میں تحریر فرمایا۔

''نہایت افسوس ہے کہ اب تک آپ کو برکاتِ تہجد سے محرومی ہے اور استقامت نصیب نہیں۔ ایسی صورت میں واردات اور کیفیات کی کوئی قیمت نہیں۔ بزرگوں سے معلوم ہوا ہے کہ بحیرہ روم کے سرد جزیرہ مالٹا میں حضرت شیخ الہند ؒ مع رفقاء کے اسیر تھے۔ سردی کا موسم تھا آخری رات میں حضرت شیخ الہند پیرانہ سالی کی عمر میں چپکے سے نیند سے اٹھ جاتے تھے اور جمے ہوئے پانی کے ڈلی کو اپنی ہتھیلی میں پگھلا کر قابل وضو پانی میں تبدیل کر کے اس سے تہجد کے لئے وضو کر لیا کرتے تھے۔ حضرت مدنی کو جب اس کا علم ہوا تو اسی خدمت کو پھر وہی انجام دیتے تھے یہی شئی وہ استقامت اور حبس

Marfat.com

النفس علی المکارہ کا جذبہ ہے جو تصوف اور طریقت کی روح ہے جس کے آگے باطنی انوار اور کیفیات کی کوئی قیمت نہیں اور یہی استقامت قرب الٰہی اور وصول الی اللہ کی دلیل ہے نہ محض کیفیات کہ اس میں غیر مقرب بلکہ مردودین بھی شریک ہو سکتے ہیں“

ایک دوسرے گرامی نامہ میں فرمایا۔

صبح خیزی وسلامت طلبی اے حافظ
ہر چہ کردم ہمہ از دولت قرآن کردم

(صبح اٹھو اور اللہ تعالیٰ سے دین کی سلامتی طلب کرتے رہو۔ اے حافظ! کیونکہ جو کچھ میں نے پایا قرآن پاک کی تلاوت سے ہی پایا) حافظ نے اپنے کو خطاب کر کے ہم کو بھی سمجھا دیا

بزم کا یہ ہیرو بحمد اللہ دوسرے اکابرین کی طرح محراب رزم کا بھی تجربہ کار شاہسوار ہے۔ ذکری فرقہ سے متعلق اپنے حدود اختیار ”ریاستہائے متحدہ قلات“ میں اسلامی حکم مرتد ہونے کا نافذ کرنے پر اس وقت کے وزیر قانون چیں بجبیں ہوئے اور حکم واپس لینے کی خواہش کی تو آپ نے دوٹوک لفظوں میں فرمایا۔

”یہ حکم اس وقت واپس لیا جا سکتا ہے جب کہ معاذ اللہ میرا اسلام کو چھوڑ دینے کا ارادہ ہو“

وزارت معارف کے شرعی فیصلوں کے خلاف جب ہائیکورٹ (غیر پابند شرعی عدالت) میں اپیل دائر کرنے کی قانونی اجازت ہونے لگی تو آپ نے تمام وزارتی سہولتوں اور پنشن وغیرہ کے فوائد میں کھلا خسارہ آجانے کی پرواہ کیے بغیر بلا کسی تردد یہ کہہ کر استعفیٰ دیدیا کہ ”اس میں شرعی فیصلوں کی توہین ہے“ حق گوئی کی مثالیں اس زمانہ میں بھی مل سکتی ہیں اور شیران حق گو کی کمی سہی مگر نیستی نہیں اور الحمد للہ کہ انہیں کے دم خم سے اہل اسلام کی عزت باقی

Marfat.com

ہے کثرھم اللہ سواداً ۔لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ حق کہنے سے مشکل تر حق شنیدن اور حق پرستی ہے۔میری مراد اس سے یہ ہے کہ حق کہنا جتنا مشکل ہے اس سے بہت زیادہ مشکل کسی بڑی شخصیت کے لئے حق کا قبول کرنا ہے۔کہیں کچھ تساہل ،تغافل یا کوئی لغزش ہوگئی پھر مردان حق گو اور بڑے بڑے داعیانِ حق کو آپ دیکھیں گے کہ حق قبول کرنے سے کترائیں گے۔تاویلات اور تسویلات کے طومار ہوں گے۔دفتر کے دفتر سیاہ کر دیئے جائیں گے اور اپنی بات پر اڑے رہیں گے۔اصل استقامت اہل اللہ ہی کو یہ توفیق نصیب ہوئی ہے۔کہ وہ حق سن کر فوراً ٹھہر جاتے ہیں۔فاروق اعظمؓ کی خاص ادا تھی۔ وکان وقافا لکتاب اللہ

حضرت اقدس دام مجدہ کو اس سنت سنیّہ فاروقیہ پر عمل کرنے کا اس طرح موقع ملا کہ صدر ایوب کی حکومت نے آئینی سوالنامہ شائع کیا۔لاہور میں انیس علماء کے نام سے ایک جواب نامہ شائع ہوا اس میں حضرت بھی شریک ہوئے آپ نے یہ باور کرتے ہوئے کہ ۱۹۵۶ء کے دستور کی مع ترمیماتِ علماء کی سفارش کی گئی ہے۔دستخط فرمادیئے۔لیکن حقیقت معلوم ہوئی تو تاخیر کیے بغیر فوراً صدر آئینی کمیشن کو ایک مکتوب کے ذریعہ مطلع فرمایا۔

"۱۹ علماء کے جوابات میں ایک فروگذاشت رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ ۱۹۵۶ء کے دستور کی حمایت اس شرط سے مشروط ہے۔کہ ۱۹۵۶ء کا دستور مع ترمیمات علماء"

انیس (۱۹) علماء میں نحن مصلحون کے مدعیوں کے علاوہ کئی علماء دین اور ارباب تقویٰ بھی موجود ہیں مگر فروگذاشت کے اقبال اور اظہار کا سہرا اسی صاحبِ عزیمت واستقامت بزرگ کے سر ہی رہا"

اِنَّ الْمُرُوَّةَ وَالشَّجَاعَةَ وَالنَّدیٰ
فی قُبَّۃٍ ضُرِبَتْ علی ابْنِ الْحشرجِ

(مروّت ،شجاعت اور سخاوت۔اسی قبّہ میں مجتمع ہیں جس میں ہمارے ممدوح موجود ہیں ان

Marfat.com

کے ابن الحشرج اور ہمارے سیدی حضرت افغانی ہیں)

حضرت سرگودھوی کے ذکر خیر میں جس طرح بہت سے سابقین کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ عنوان حاضر میں حضرت اقدس افغانی مدظلہ جو کہ بحمد اللہ زینت احیاء ہیں کے واقعات کی طرف بھی کچھ اشارات مناسب معلوم ہوئے۔ خدا کرے حضرت کے لئے باعث تکدر نہ ہوں۔ ہم چند سالوں میں کتنے ینابیعِ رشد و ہدایت اور یعاسیب دین و حکمت سے محروم کر دیے گئے۔ کاش کہ ان موجودہ اہل اللہ سے ہم فیض لے سکیں۔

دعوت بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

سچ کہنا کٹھن فریضہ سہی مگر مطلوب صرف اعلان حق ہی نہیں بلکہ یہ ہے کہ لوگ فائدہ اٹھا بھی سکیں گے یا نہیں۔ بلکہ شرعاً مطلوب بھی یہی ہے کہ اپنی طاقت کی حد تک ابلاغ حق کے ایسے ایسے طریقے اختیار کیے جائیں جن سے زیادہ سے زیادہ مخلوقِ خدا کو راہ راست پر لایا جا سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو فرمایا۔ مقاتلہ سے پہلے کفار کو اسلام کی دعوت دی جائے۔

"فَلأَنْ یَّھْتَدِیَ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْکَ خَیْرٌ لَّکَ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ وَغَرُبَتْ" (کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر ان کو ہدایت فرماوے یہ آپ کے لئے دنیا ومافیہا (ساری دنیا) سے بہتر ہے) (مبسوط سرخسی)

خود اپنی حق گوئی کا ڈنکا بجوانا مقصود نہ ہو تو بسا اوقات دوسروں کے دینی نفع کے لئے نرم کلامی بھی اختیار کرنی پڑتی ہے الاھم فالاھم کے اصول پر کاربند رہنے کے باعث ہر غلطی پر ہر حالت میں یکساں گرفت کرنا بھی ضروری نہیں ہوتا۔ مختلف فیہ مسائل میں دوسرں کو بھی اپنی تحقیق پر عمل کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ جیسے محدثِ کبیر فقیہ بصیر محقق نے بھی ایصال ثواب کی بعض مختلف فیہ صورتوں کا ذکر کرنے کے بعد فیض الباری ص ۲۷۶ ج ۳ میں تحریر فرمایا ہے۔ لٰکِنَّہٗ مِنْ دَابِیَ الْقَدِیْم اِذَاثَبَتَ التَّنَوُّع فِی الْمَسْأَلَۃِ اَلِیْنُ الْکَلَام وَاَسْلُکُ سِلْکَ الْاِغْمَاضِ (یعنی میری عادت قدیمہ یہی ہے کہ جب ایک مسئلہ میں از روئے تحقیق اختلاف ہو جاتا ہے تو اس میں نرمی کرتا ہوں اور چشم پوشی سے کام لیتا ہوں) مثلاً خود تو عمل میں احتیاط کیا لیکن دوسروں کے خلاف فتویٰ نہ دیا۔

اصلاح کا ایک واقعہ

اصلاح کا یہی طریقہ اللہ والوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ انہیں حق گوئی میں اپنی شہرت سے زیادہ گم کردہ راہ لوگوں کو راہ راست پر لے آنے سے عشق و محبت ہوتی ہے۔ ہمارے مخدوم خلیفہ مجاز سیدنا حضرت نور المشائخ " حضرت صاحبزادہ عبدالحلیم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔ میں ایک شخص کو اپنے پیر سے بوجہ اس کے بدعقیدہ ہونے کے بیزار کرنا چاہتا تھا تو مجھے اس کی اصلاح میں کئی سال لگے۔ مقصد یہ تھا کہ ایک دم میں نے اس کے پیر کو گمراہ کہہ کر اس سے علیحدہ ہونے کے لئے نہیں کہا۔ ورنہ میں اپنے مقصد میں بالکل ناکام ہی ناکام رہتا۔ ابتداء میں اس کے جائز کاموں کی تحسین بھی کردی پھر کئی بار توریہ "ذو معنیین کلام" کرنے کی ضرورت بھی پیش آئی۔ تا آنکہ اس بندۂ خدا کو راہِ راست پر لے آنے میں میں کامیاب ہو گیا اور وہ خود ہی اس کو چھوڑنے کے خواہش مند ہو گئے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کا واقعہ

سنا ہے گنجیال حضرت مفتی صاحب سرگودھوی ہی کی دعوت پر ایک دفعہ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ تشریف لائے تھے۔ علماء اور خواص کے ایک عظیم مجمع میں کسی صاحب نے

Marfat.com

جلالی انداز میں حضرت سے دریافت کیا۔ حضرت ایک شخص قبر پر جا کر کہتا ہے ''مجھے بیٹا دے'' آپ اس کو کیا کہیں گے۔ سائل کا خیال تھا کہ حضرت کا جواب یہی تو ہوگا کہ یہ شرک ہے اور کہنے والا مشرک ہوگیا۔ لیکن اس کے خیال کے برعکس حضرت نے فرمایا بھائی میں اسے سمجھاؤں گا'' کہ بیٹا خدا دیتا ہے۔ قبر والا نہیں دیتا۔ جلالی بزرگ نے کہا حضرت وہ نہیں سمجھتا وہ پھر بھی قبر والے سے کہتا ہے مجھے بیٹا دو۔ حضرت نے فرمایا بھائی مسلمان ہے توحید کا قائل ہے سمجھانے سے کیسے نہیں سمجھے گا۔ جلالی بزرگ کا اصرار بڑھتا رہا کہ وہ نہیں سمجھتا اور بار بار قبر والے سے بیٹا مانگتا ہے ہمارے قابل قدر بھائی محترم حافظ محمد اسحٰق صاحب ٹانک والے فرماتے ہیں میں حاضر تھا۔ حضرت شیخ الاسلام نے آخر میں فرمایا تو یہی کہ (میں کہوں گا بھائی ایسا نہ کہو یہ تو شرک کا کلمہ ہے) یہ ہے ان بزرگوں کا اصلاحی طرزِ عمل جو صرف اپنے ہی محدود مخالفتوں کی عینک سے دیکھنے کے عادی نہیں بلکہ ان کا ہاتھ اصلاح عالم کی نبض پر رہتا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مرحوم و مغفور حضرت سرگودھوی اس چشمہء صافی کے جُرعہ نوش تھے۔ آپ نے فرمایا ایک دفعہ مجھے ایک جلالی بزرگ نے کہا۔ مولوی صاحب توحید کا وعظ کیا کریں بہت ضروری ہے لوگ شرک میں مبتلا ہوتے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے جواب میں عرض کیا حضرت آپ کی دعا سے توحید ہی بیان کی جاتی ہے۔ انہوں نے پھر فرمایا اور غالباً کئی دفعہ سوال و جواب کے بعد کہ مولوی صاحب کیا وجہ ہے ہم توحید کا وعظ کہتے ہیں تو لوگ مارنے کو دوڑتے ہیں۔ اور آپ کے تو اس طرح ہاتھ چومے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں جب موصوف نے میرے مختصر اور اجمالی جواب پر اکتفانہ فرمایا تو مجھے بھی کھل کر یہ کہنا پڑا کہ حضرت آپ ناراض نہ ہوں اس فرق کی وجہ یہ نہیں کہ آپ توحید بیان کرتے ہیں اور ہم دین کی اس بنیاد کو چھپائے بیٹھے ہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ آپ کے اور ہمارے طرزِ بیان میں فرق ہے۔ وضاحت کے لئے ایک مثال عرض ہے اور وہ یہ کہ آپ فرض کریں میرے سامنے ایک

Marfat.com

نوجوان بیٹھا ہے۔اس کا باپ بھی وہاں موجود ہے اور ایک تیسرا شخص جو اس نوجوان کو جانتا ہے مگر بوڑھے میاں سے واقف نہیں اس سفید ریش بزرگ کا تعارف چاہتے ہیں اب اسے جواب دینے کے دو طرز ہو سکتے ہیں۔ایک یہ کہ تعارف کراتے ہوئے میں کہہ دوں یہ اس نوجوان کے والد صاحب ہیں۔دوسرا یہ کہ اس مفہوم کو اس طرح ادا کروں کہ یہ اس نوجوان کی والدہ کے شوہر ہیں۔مآل (انجام) دونوں کا ایک ہے لیکن دوسرے جواب سے نوجوان غصہ ہو کر لڑائی پر تیار ہو جائے گا۔اور پہلے جواب سے نہ صرف یہ کہ مطمئن ہو گا بلکہ ممنون اور زیر احسان بھی۔فرمایا ہمارے وعظ میں توحید کا بیان والد صاحب کے عنوان سے ہوتا ہے اور جن سے اللہ کو ایک ماننے والے مسلمان لڑنے لگتے ہیں۔ان کا طرز وہ دوسرا۔

بہر حال دعوت کی کامیابی حکمت اور موعظہ حسنہ ہی پر موقوف ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے دین کی صحیح تبلیغ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔اور صراط مستقیم کو چھوڑ کر طرفین کو غلظت، خشونت اور مداہنت کے دونوں گڑھوں سے محفوظ رکھیں۔

منثورات (مختلف باتیں)

اللہ والوں کی سب باتیں یاد کرنے کی ہی ہوتی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ حضرت کے خصوصی مستفیدین نے انہیں محفوظ رکھا بھی ہو مگر اپنی تو سہ سالہ حاضری، کم عمری اور طالب علمانہ لاابالیوں میں گزری اس کے بعد حضوری بہت کم اور دوری بہت زیادہ رہی۔اور موقع مل جاتا تو بھی مزاج تو از حالِ طفلی نگشت

دیکھتے دیکھتے کتنے اللہ والوں کو کھو بیٹھے ہیں۔جن کے ذکرِ خیر سے بھی ایمان تازہ ہوتا ہے اور کئی نیک رشد وہدایت شمس وقمر اور خیر وفلاح کے مینار ہیں جن سے اب بھی اپنی بگڑی بنائی جاسکتی ہے اور نفسِ امارہ کی سرکشیوں سے نجات کے لئے ان سے مدد لی جاسکتی

Marfat.com

ہے مگران سے مستفید ہونے کے لئے جس سعادت اور خوش نصیبی کی ضرورت ہے۔ حال طفلی کا مزاج اس میں بہت رکاوٹ ہے اپنی بے ہمتی کو دیکھتے ہوئے والد ماجدؒ کی پسند کا یہ شعر یاد آتا ہے کہ

ماخود بگردِ دامن مردے نمی رسیم
شاید کہ گردِ دامن مردے بما رسد

(ہم تو بے ہمتی کے باعث کسی کے دامن تک پہنچنے سے رہے۔ البتہ ممکن ہے بہ عنایت خداوندی کسی اللہ والے کے دامن کی ہوا ہم کو لگ جائے آمین)

حضرت والا مرحوم و مغفور کے آخری لمحات اور بعد ممات کے کثیر اور مختلف مبشرات اور اکابر اہل اللہ کے مکشوفات سے تو یہ یقین ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ تک دامن مردے کی گرد انشاء اللہ پہنچا ہی دیا ہے کیا عجب ان کے طفیل میں ہم تک بھی دامن مردے کی گرد پہنچ کر بیڑا پار ہو جائے آمین یا رب العالمین

بہر حال حضرت الاستاذ مرحوم و مغفور کی بھی اکثر باتیں الہامی اور قابل یاد ہوتی تھیں مگر اپنا قصور علم و فہم کہ حافظہ سے اتر گئیں۔ چند ہی ملفوظات پیش خدمت ہیں۔ امید ہے ناظرین کے لئے انشاء اللہ فائدہ بخش ہوں گے۔

(۱) ایک مجلس میں فرمایا امام شعرانیؒ قطب وقت تھے ایک دفعہ ان کے گھر میں سخت تکلیف ہوئی آپ بھی بہت پریشان ہوئے۔ گڑ گڑا کر دعائیں کیں۔ بڑے بڑے مستجاب الدعوات بزرگوں سے دعائیں کرائیں۔ صدقہ و خیرات کا وسیلہ پکڑا گیا۔ علاج و معالجہ میں بھی کسر اٹھا نہیں رکھی مگر مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی ''جب نہ کرے حبیب کیا کرے گا طبیب'' کچھ بھی افاقہ نہ ہوا۔ بڑی دیر کے بعد مکشوف ہوا۔ فلاں بیت الخلاء کی گندی نالی میں مکھی مکڑی کے پنجے میں گرفتار ہے اسے چھڑا لاؤ تو تکلیف ختم ہو جائے گی۔ قطب وقت وہاں پہنچے بڑی احتیاط سے لکڑی اٹھائی اور خدا خدا کر کے مکھی کے چھڑانے میں کامیاب ہوئے۔

Marfat.com

آپ وہاں سے نکلے ہی تھے کہ باندی دوڑتی ہوئی خوشخبری لائی کہ الحمد للہ تکلیف رفع ہوگئی۔ واقعہ میں بڑی عبرتیں ہیں مثلاً کسی وقت دعا حسب منشا قبول نہ ہوتو یہ دلیل مردودیت نہیں۔ ادنیٰ مخلوق خدا سے ہمدردی بھی معمولی چیز نہیں وغیر ذلک۔

(۲) سال ڈیڑھ سال ادھر کی بات ہوگی۔ سرگودھا حاضری ہوئی۔ شرف زیارت نصیب ہوا۔ آپ بیماری کے حملہ کے باعث کافی ضعف ونقاہت محسوس فرما رہے تھے۔ عشاء کے بعد چارپائی پر لیٹے لیٹے حسب عادت نہایت مشفقانہ انداز میں فرمایا آپ کو ایک عجیب دعاء سناؤں۔ اتنی عجیب کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو سن کر دعا پڑھنے والے کو انعام میں سونا عطا فرمایا۔ پھر اپنی صحت ادا کے مخصوص طرز سے دعا سنائی۔ دعا یہ ہے جسے علامہ کشمیریؒ نے خزائن الاسرار ص ۴۳ میں نقل فرمایا ہے۔

عن انسؓ ان النبی ﷺ مَرَّبِاَعْرَابِیٍّ وَھُوَیَدْعُوْفِی صَلَاتِہٖ وَیَقُوْلُ یَامَنْ لَا تَرَاہُ الْعُیُوْنُ وَلَا تُخَالِطُہُ الظُّنُوْنُ وَلَا یَصِفُہُ الْوَاصِفُوْنَ وَلَاتُغَیِّرُہُ الْحَوَادِثُ وَلَایَخْشَی الدَّوَائِرُ یَعْلَمُ مَثَاقِیْلَ الْجِبَالِ وَمَکَائِیْلَ الْبِحَارِ وَعَدَدَ قَطْرِالْاَمْطَارِ وَعَدَدَ وَرَقِ الْاَشْجَارِ وَعَدَدَمَااَظْلَمَ عَلَیْہِ اللَّیْلُ وَاَشْرَقَ عَلَیْہِ النَّھَارُ وَلَا تُوَارِیْ مِنْہُ سَمَاءٌ سَمَاءً" وَلَا اَرْضٌ" اَرْضاً وَلَا بَحْرٌ "اَلَّایَعْلَمُ مَافِیْ قَعْرِہٖ وَلَاجَبَلٌ" اَلَّا یَعْلَمُ مَا فِیْ وَعْرِہٖ اِجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ آخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَخَیْرَاَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ فِیْہِ (حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ ایک اعرابی دیہاتی پر گزرے وہ نماز میں یہ دعا مانگ رہے تھے۔ اے وہ ذات جسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ جس تک ہمارا وہم وگمان نہیں پہنچ سکا۔ صفت کرنے والے جس کی صفت سے قاصر ہیں۔ جسے حوادثات نہیں بدل سکتے۔ جسے کسی مصیبت کا خوف نہیں جو پہاڑوں کی مقدار اور سمندروں کے پیمانوں کو جانتا ہے۔ اور جو بارش کی بوندوں درختوں کے پتوں اور رات نے جس جس چیز کو اپنی تاریکی میں چھپایا اور دن نے جس جس چیز پر روشنی ڈالی سب کی تعداد کو جانتا ہے اور

Marfat.com

جس سے کوئی آسمان دوسرا آسمان اور کوئی زمین دوسری زمین کو چھپا نہیں سکتی۔ کوئی سمندر نہیں جس کی گہرائی اور کوئی پہاڑ نہیں جس کی کھدائی کو تو نہیں جانتا۔ بنادے میری عمر کی آخری گھڑی کو بہتر اور میرے اعمال کا آخری عمل نیک اور جس دن تجھ سے ملوں اس دن کو سب دنوں میں مبارک۔

فَوَكَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْاَعْرَابِيِّ رَجُلًا فَقَالَ اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَأْتِنِىْ بِهٖ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اَتَاهُ بِهٖ وَكَانَ قَدْ اُهْدِىَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبٌ" مِنْ بَعْضِ الْمَعَادِنِ فَلَمَّا اَتَى الْاَعْرَابِىُّ وَهَبَ لَهُ الذَّهَبَ وَقَالَ مِمَّنْ اَنْتَ يَا اَعْرَابِىُّ قَالَ مِنْ بَنِىْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَدْرِىْ لِمَ وَهَبْتُ لَكَ هٰذَا الذَّهَبَ قَالَ لِلرَّحِمِ الَّتِىْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ لِلرَّحِمِ حَقًّا وَلٰكِنْ وَهَبْتُ لَكَ الذَّهَبَ لِحُسْنِ ثَنَاءِكَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (حضور ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا تم انتظار کرو اور جب یہ دیہاتی نماز سے فارغ ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آؤ۔ دیہاتی نے نماز پڑھی تو اسے آنحضرت ﷺ کے پاس لایا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے سونا اٹھا کر اس کو دیدیا اور پوچھا تم کون ہو۔ دیہاتی نے عرض کیا میں قبیلہ بنی عامر بن صعصعہ کا ایک شخص ہوں آپ نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ میں نے یہ سونا تمہیں کیوں عطا کیا۔ اس نے کہا حضرت اسلئے کہ آپ کے اور ہمارے درمیان قرابت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا قرابت کا واقعی حق ہے۔ لیکن یہ سونا میں نے اسلئے دیا کہ تو نے میرے خالق کی بڑی اچھی تعریف کی اور اس سے میرا دل خوش ہوا اور میں نے تجھے انعام دے دیا)

حضرت الاستاذ نے روایت کی پوری عبارت نہایت ذوق وشوق سے سنا کر فرمایا سبحان اللہ حضور ﷺ کو اعرابی کے منہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حسن ثناء سے اتنی لذت آئی کہ اسے سونا عطا فرمایا اور تفصیل سے بتادیا کہ میں نے یہ انعام اسلئے دیا" لحسن ثناء ک علی اللہ

Marfat.com

عز وجل ''ناظرین کو حضور اکرم ﷺ سے انعام لینا ہو تو صبح و شام اس دعا کو نہ چھوڑیں اور ساتھ ہی اس ناکارہ اور حضرت الاستاذ اور میرے والدین کو بھی شریک دعا فرمالیا کریں۔ واجرکم علی اللہ۔ (جس کا بدلہ تمہیں اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے)

(۳) غالباً دو چار سال کی بات ہے۔ صاحبزادگان گرامی کی تقریب شادی پر حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ بڑے صاحبزادے اور موجودہ جانشین حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی کے متعلق فرمایا۔ گھر کے انتظامی معاملات میں مجھ سے خوب جھگڑتے ہیں اور مدلل اختلاف کرتے ہیں از روئے خوشی فرمایا۔

لیکن جب ان کی رائے کے خلاف بھی کبھی عمل درآمد کرتا ہوں تو بھی بلا کسی استنکاف کے اس کی تکمیل میں بڑی تندہی سے لگ جاتے ہیں۔ فرمایا اس قسم کا اختلاف خلاف ادب نہیں اور اسلئے اس طرح کی مخالفت سے بڑوں کو کوئی تکدر بھی نہیں ہوتا۔ پھر استشہاداً سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا واقعہ بابت جنازہ رئیس المنافقین کا ذکر فرمایا کہ اولاً تو آگے نکل کر حضور ﷺ کو ہاتھ سے پکڑنے کی جرأت کی اور بڑے تعجب سے کہا۔ حضرت کیا اس منافق کا جنازہ بھی آپ پڑھائیں گے۔ جس نے مسلمانوں کو فلاں فلاں قسم کی تکلیفیں پہنچائیں اور کیا اسے بھی اللہ تعالیٰ آپ کے استغفار سے معاف کردیں گے لیکن جب حضور ﷺ نے ان کے مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور جنازہ پڑھانے لگے تو مکمل تعمیل سے پیچھے ہٹ کر حضور ﷺ کی اقتداء میں خود بھی اس کا جنازہ پڑھا۔

(۴) دنیائے اسلام کی معروف و مشہور شخصیت اپنے استاد حضرت علامہ کشمیری کا ذکر خیر بڑے مزے مزے لے لے کر فرمایا کرتے۔ انہیں میں سے یہ واقعہ بھی سنایا کرتے کہ جب قطب زمان حضرت مولانا احمد خان صاحب سے آپ نے یہ شکایت کی کہ بعض اوقات درس حدیث شریف میں تاریکی سی محسوس ہوتی ہے۔ واللہ اعلم کیا بات ہے اور حضرت نے

Marfat.com

دوسرے دن توجہ کرنے کے بعد فرمایا۔ بعض طالب علم بلا طہارت درس میں شریک ہو جاتے ہیں یہ اس کی ظلمت ہے تو حضرت الاستاذ ہی کے لہجہ میں سنایا کرتے کہ آپ نے دوسرے دن فرمایا۔ بھائی ایک صاحب کشفِ صحیح نے یہ بات بتلائی ہے کہ بعض لوگ بلا طہارت کے درس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اسلئے آئندہ ایسا ہر گز نہ ہو۔ حضرت الاستاذ کے ذکر خیر کے سلسلہ میں فرمایا کرتے ایک دن عبارت پڑھنے والے طالب علم نے لفظ عمداً کو جو حضور اکرم ﷺ کے ارشاد ''عمداً فعلته یا عمر'' میں مذکور ہے ''بفتح المیم'' پڑھا تو استاد محترم ہی کے لہجہ میں سناتے کہ حضرت نے آنکھ اٹھا کر فرمایا۔

بھائی عمداً ''بسکون المیم'' فعلته یا عمر۔ عمد جو خطا اور نسیان کے مقابلہ میں ہے وہ بسکون المیم ہے۔ کیونکہ عمد بفتح المیم تو عمود بمعنی ستون کی جمع ہے۔ قرآن مجید میں ہے رفع السموٰت بغیر عمد ترونها (آسمانوں کو بغیر ستونوں کے اونچا کر دیا ہے)

اسی طرح لفظ حماسہ کے متعلق فرمایا کرتے کہ حضرت کشمیریؒ نے فرمایا تھا کہ الحماسة کالشجاعة وزناً ومعنیً۔ فرمایا اس ارشاد میں حماسہ کی طرح لفظ شجاعت کی بھی تصحیح فرمادی کیونکہ عموماً اس کو بھی شجاعت بضم الشین پڑھا جاتا ہے۔

(۵) ایک مجلس میں ارشاد فرمایا خانقاہ میں جس زمانے میں میرا قیام تھا۔ منطق کا کوئی سبق پڑھا کر اٹھا اور عصر کی نماز پڑھائی۔ حضرت شیخ نے فرمایا ''نماز کے قریب اس قسم کے سبق نہ پڑھا کرو میں نے نماز میں اس کی ظلمت کو محسوس کیا''

(۶) احقر پر نہایت شفقت فرمایا کرتے اور از روئے شفقت میری تمام نالائقیوں کے باوجود اصلاح فرمانے سے دریغ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن نجم المدارس کا نقشہ اسباق مطالعہ فرمایا اور اس میں مجھ سے متعلق کتابوں میں منطق اور فلسفہ کی بعض کتابیں بھی لکھی ہوئی پائیں۔ تو فرمایا قاضی جی! مولوی بننے کا شوق ابھی باقی ہے۔

Marfat.com

ایک دفعہ یہ معلوم کر کے کہ میرے زیرِ تدریس غالباً دس اسباق ہیں۔ فرمایا بھائی! اپنے اوپر ظلم کر رہے ہو اب تمہیں اندازہ نہیں عمر بڑی ہوگی تو اس کا خمیازہ بھگتو گے۔ اور تھوڑا پڑھانے سے بھی دماغ چکرانے لگے گا۔ عمر ابھی پچاس (۵۰) تک نہیں پہنچی۔ پہنچ رہی ہے اور ایک یہ کہ پنجاہ وقت در خوابی کے بالکل مطابق مگر جب بھی کوئی درس دیا۔ حضرت مرحوم کا ارشاد یاد آیا کہ لفظ بلفظ صحیح ہو رہا ہے۔ ایک دفعہ حاضری کے موقع پر حکم دیا کہ نمازِ صبح کے بعد درس قرآن دیا جائے۔ میرے جیسے ایک متوسط طالب علم کی بھلا کیا بساط کہ سرگودھا کی جامع مسجد میں درسِ قرآن دے سکے۔ مگر حکم تھا تعمیل کے سوا چارہ ہی نہیں تھا۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ حضرت بھی برآمدہ میں تشریف فرما ہیں۔ بیان جب آدھ گھنٹہ سے بھی لمبا ہونے لگا تو حضرت یہ فرماتے ہوئے اٹھے۔

''لیڈروں کو زیادہ بولنے کی بیماری لگ جاتی ہے'' لیڈری سے تو مجھے مناسبت نہیں لیکن شاید بلا فائدہ طول بیانی کی مناسبت کے باعث لیڈروں سے تشبیہ دے دی۔ چائے نوشی کی مجلس پر تشریف لائے تو متبسمانہ فرمایا۔ میں تو یہ کہہ کر آدھ گھنٹہ کے بعد چلا گیا تھا تم نے کب تقریر کو ختم کیا۔ ایک مجلس میں احقر نے رسالہ قشیریہ کا وہ واقعہ کسی مناسبت سے عرض کیا کہ ایک بزرگ دوسرے اللہ والے کو وفات کے بعد غسل دے رہے تھے۔ فرط اندوہ وغم میں دائیں سے شروع کرنا بھول گئے اور بایاں ہاتھ دھونے لگے۔ تو میت بین یدی الغسال نے خود ہی دایاں ہاتھ اٹھا کر آگے کر دیا۔ غسل دینے والے بزرگ کو انتباہ ہوا اور فرمایا۔ صدقت وغلطت (تم نے سچ کہا میں ہی غلطی پر ہوں) حضرت نے ہمت افزائی فرماتے ہوئے واقعہ تو بڑے شوق سے سنا لیکن میں نے صدقت وغلطت کے جملہ میں لفظ غلطت کے لام پر فتحہ پڑھا تو حضرت نے مشفقانہ انداز میں فرمایا۔ غلطت بکسر اللام ہے۔

سیدی استادی شیخی حضرت والدی الماجد قدس اللہ سرہ کے حادثہء ارتحال پر

Marfat.com

''گذشتہ سال'' جب بزرگوں اور دوستوں کے تعزیت ناموں کی تعداد قلمی جواب کے حدِ استطاعت سے زیادہ ہوگئی۔ ساتھ ہی ضلعی علماء، مشائخ اور عمائدین کی تقریباً ڈیڑھ ماہ تک ورود وصدور سے فرصت بھی بالکل ناپید ہوگئی تو مجبوراً جوابی مضمون کو طبع کرادیا گیا۔ جس کی پیشانی پر وقتی طور پر خیال آجانے سے درج ذیل شعر لکھا گیا ہے۔

اَلا اِنَّمَا کَانَتْ وَفَاتُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

دَلِیْلًا عَلٰی اَنْ لَّیْسَ لِلّٰہِ غَالِبُ

شعر ایک تعزیت نامہ میں پڑھا گیا تھا اور وقتی خصوصیات سے بہت پسند بھی آگیا تھا چند ماہ بعد سیرت کانفرنس سرگودھا اور جمعیت کے شورائی اجلاس میں جب حاضری ہوئی تو حضرت نے اس کو ناپسند فرمایا۔ للہ غالب میں لام کو تو علی کے معنی میں لیا جاسکتا تھا۔ لیکن فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات سے قبل بھی اللہ کے مغلوب ہونے کا کوئی وہم نہیں ہوسکتا تھا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات سے ہی دفع ہوا ہو اس لئے فرمایا کہ زیادہ مناسب وہی مشہور شعر تھا، یعنی

وَلَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَدُوْمُ بِوَاحِدٍ

لَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْھَا مُخَلَّدًا

(اگر دنیا میں کسی کو دوام ہوتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اس میں ہمیشہ رہتے) غرض ہر ہر موقع پر از راہ شفقت وعنایت اصلاح سے دریغ نہیں فرمایا فجزاھم اللہ احسن الجزاء

واجب التقلید خصوصیت

ایک خطرناک اور مہلک روحانی مرض جوامت میں وبا کی صورت اختیار کر چکا ہے اور کم وبیش ہر مسلمان اس میں مبتلا نظر آتا ہے۔ الا من عصمہ اللہ ورحم ۔ وہ یہ کہ نیکیوں پر اجر وثواب اور برائیوں پر شدید قسم کے زجر وعذاب پر مشتمل صریح نصوص کے مضامین پر یقین کی کمی ہے عصمنا اللہ منہ دینی تعلیم وتعلم کی بے حد اہمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک نظر

Marfat.com

میں اس کی فوق القیاس محبوبیت اور خود رب کریم کے نزدیک اس کی بہت بڑی مقبولیت کے بیسیوں آیات بینات اور حدیث پاک کی سینکڑوں واضح اور صریح روایات علماء کرام اور مشائخ عظام روزانہ پڑھتے اور پڑھاتے سنتے اور سناتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کی عوام کو از راہ فرض شناسی ترغیب دینے کے لئے بڑی شدومد اور بڑی قوت گویائی سے اس پر بڑی تفصیل سے روشنی بھی ڈالتے رہتے ہیں مگر سینکڑوں ایسے علمی گھرانے جن کے علمی گلستانوں کی مہک مشام عالم کو معطر کرنے میں امتیازی شان رکھتے تھے ان کی اولاد نہ صرف یہ کہ آج اس جوہر سے تہی دامن ہے بلکہ وہ لارڈ میکالے کے قدم پر اپنے اسلاف کے تمام خدو خال کو ہنسی اور مذاق بھی سمجھنے لگے ہیں فالیٰ اللہ المشتکی

حضرت مرحوم جس اصطلاحی ترقی یافتہ شہر میں سکونت پذیر تھے یعنی شمالی پنجاب کا ایک مرکزی مقام سرگودھا موجودہ آب وہوا کے لحاظ سے یہ ایک بہت بڑی کرامت ہے کہ آپ کو اپنے صاحبزادوں سے متعلق یہ تصور بھی نہ آیا کہ انہیں ''ترقی یافتہ بنایا جائے'' چھ صاحبزادے ہیں اور سب کے سب قدامت پسند۔ دوتو دنیائے اسلام کی مرکزی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے فضلاء۔ دو(۲) اپنی علمی ورثہ سراج العلوم کے سند یافتہ اور دو(۲) صغیرالسن ہیں مگران سے متعلق بھی مُلّا بنانے کی ابتداء اپنے ہاتھوں کر گئے۔ اللھم فاوصلھم الی ما یتمناہ وابلغھم الی ماتحبہ وترضاہ (اے اللہ ان کی خواہش کو پوری فرماوے یعنی عالم باعمل بنادے)

یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرحوم اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاء اور تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَۃً مِنَ اللَّیْلِ خَیْرٌ مِنْ اِحْیَاءِ ھَا (علماء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور رات کے ایک حصہ تک دینی علم کا درس ثواب میں تمام رات جاگنے سے بہتر ہے) اور اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَلَا دِیْنَارًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوْ الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام درہم

Marfat.com

اور دینار کی میراث نہیں چھوڑ گئے۔ ان کی میراث دین کا علم ہے جسے یہ ملا اس کو بڑا حصہ (میراث نبوت) میں ملا۔

اور فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم (عالم کی فضیت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت ادنی مسلمان پر) اور حضور ﷺ کے ارشاد اللھم ارحم خلفائی (اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما) قیل ومن ھم یا رسول اللہ قال اصحاب الحدیث (اور کہا گیا حضرت آپ خلفاء کون ہیں فرمایا محدثین)

یہ اور اس قسم کی سینکڑوں دوسری روایات پر ایک صحیح اور سچے مومن کی طرح یقین رکھتے تھے اور ان میں ذرا بھر بھی مبالغہ آپ کو نظر نہ آیا اور خدمت دین کی اس پرانی لائن سے ہٹا کر یوں محسوس فرماتے تھے کہ اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں اور اپنے اختیار سے ان تمام نعمتوں سے محروم کر دینے کے مترادف ہے جو ان نصوص صحیحہ اور صریحہ میں موجود ہیں اور اسلئے نہ تو خشیۃ املاق آپ کے راہ میں رکاوٹ بن سکا اور نہ ہی کوٹ پتلون کی دنیا عزت کے مفروضوں سے آپ کے عزم کو متزلزل کر سکی۔ '' یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْآخِرَۃِ '' (سورہ ابراھیم آیت ۲۷) (مضبوط کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں) بہرحال اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوسرے کمالات علمیہ اور عملیہ کے ساتھ اس قابل تقلید خصوصیت سے بھی نوازا۔ کہ اپنے نیکیوں کو اپنی زندگی تک محدود کرا کر رخت سفر نہیں باندھا بلکہ انہیں زندہ جاوید بنا کر چھوڑا اور اس لئے ہم خدام کو حق ہے کہ خود انہیں بھی زندہ جاوید سمجھیں کیونکہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(جن لوگوں کا دل عشق الٰہی کی روح پر گیا وہ کبھی بھی نہ مرے گا عالم کی سطح پر ان کا دوام لکھا گیا

Marfat.com

ہے) مجھے بے حد خوشی ہے کہ سیدی والدی الماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ بھی اسی مسموم فضا میں الحمدللہ ہر قسم کے ورغلا دینے والے واقعات کے باوجود بال بال اس لغزش سے محفوظ رہے اور حضرت الاستاذ مرحوم کے نقش قدم پر اپنی اولاد کے روحانی قتل سے بحفاظت الہیہ بچے رہے۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء آپ بھی اپنے بیٹوں کو اور پوتوں کو کسی استثناء کے بغیر علی وجہ البصیرت ملّائیت کے راستہ پر ڈال گئے اور ہمیشہ زندگی کے آخری لمحات تک اپنے اس کیے پر شاد کام ہی رہے۔ خود بھی اس شغل میں رات دن شوقیہ بلکہ عشقیہ منہمک رہتے اپنے ورثہ میں بلکہ بالفاظ صحیح تو اپنا ورثہ جو سینکڑوں کتابوں ہی کی شکل میں چھوڑ کر رب کریم سے جا ملے۔ ان میں سے ہر ایک پر بیسیوں اپنے پسندیدہ مضامین کے نوٹ کر کے پسماندوں کی رہنمائی فرما گئے۔

اور جہاں تک مبشرات کا تعلق ہے۔ دسیوں اصحاب علم وتقویٰ نے آپ کو خواب میں بھی کتابوں کا مطالعہ کرتے دیکھا ہے بلکہ خود اُن کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ کتابوں کے مطالعہ میں بہت بڑا فائدہ ہے۔

یہاں تطریۃً للناظرین صرف دو واقعے بھی ذکر کرتا ہوں۔

(۱) ایک صاحب نے دیکھا کہ آپ کے پاس مطالعہ کی چند کتابیں پڑی ہیں اور مطالعہ میں مشغول ہیں انہیں میں ایک کتاب حیاۃِ صحابہ ہے۔ واضح رہے۔ کہ حیاۃِ صحابہؓ کے مطالعہ کا آپ کو مرض الوفات ہی میں موقع ملا تھا اور چند صفحات کے علاوہ دیکھ نہیں پائے تھے۔ غالباً اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمنا کو اس طرح پورا فرمایا کہ وہاں اس کے دیکھنے اور اسی طرح درجات بڑھانے کا موقعہ عنایت فرمایا یہ بھی معلوم ہو کہ خواب دیکھنے والے اس پس منظر سے بالکل واقف نہیں تھے اور ساتھ ہی یہ کہ ایک سے زیادہ صاحبان نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اسلئے اس رُؤیا میں حدیث النفس کا احتمال بھی بہت تھوڑا ہے۔ والحمدللہ

Marfat.com

(۲) ایک قائم اللیل صائم النھار شاب نشأفی عبادۃ اللہ کے مصداق نوجوان دکاندار کو واقعہ میں فرمایا۔ میرے بچوں سے کہہ دینا۔ آخر تک بزرگوں سے دریافت کرنے میں عار محسوس نہ کریں۔ کیونکہ اس طرح وہ طالب علم سمجھے جاویں گے۔ اور طالب علمی کی موت شہادت ہے۔ بہرحال آپ اپنا فریضہ ادا کر گئے۔ پسماندگان سے آپ کی دی ہوئی دولت عظمیٰ کے حق ادا کرنے میں کوتاہیاں ہو جاویں تو ان کی اپنی قسمت اللہ تعالیٰ بے قدری سے محفوظ رکھے اور حسن خاتمہ سے نوازیں آمین۔

آپ زندگی کے آخری سالوں میں درس و تدریس کی بجائے مطالعہ سے زیادہ شوق فرماتے تھے اور احباب و اعزہ کو بالخصوص احیاء العلوم، بنیان المشید، حکم عطاء الٰہی اور ان کے شروح عربی و فارسی اور اردو بالخصوص اردو کی شرح اکمال الشیم کی بہت زیادہ ترغیب دیا کرتے تھے جن سے بے تکلفی تھی۔ انہیں حکم بھی دیتے اور ان سے رقم لے کر خود ان کو منگوا بھی دیتے تھے۔ نجم المدارس کے بعض لکھے پڑھے خادمین کے لئے احقر کو فرمایا کہ یہ اور تبلیغ دین امام غزالی کی منگوا کر ان کو بطور ہدیہ دیے جاویں۔ بہرحال دین کے سلسلہ میں حضرت الاستاذ سرگودھویؒ اور والد ماجدؒ کا جو مسلک رہا۔ اس کا اتباع ان کو ہر مخلص دوست کے لئے بے حد ضروری ہے کیونکہ آج ہر جانب سے دین حنیف پر دشمنوں کی یلغار ہے اور اسلاف کرامؒ نے خون پسینہ ایک کر کے جس دین کی حفاظت فرمائی تھی۔ اور اس کے ایک ایک جزئیہ مثلاً مسئلہ خلق قرآن۔ یمین مکرہ جیسے مسائل تک پر وہ مصائب جھیلے جن کے تصور سے بھی انسان کانپ اٹھتا ہے۔ آج کھلے طور پر مار آستین قسم کے دشمن اسلام کے تمام بنیادی احکام حتیٰ کہ عبادات، قربانی، زکوٰۃ اور مصرحہ حدود اور محرمات قطعیہ تک پر عمل جراحی کا شوق پورا کر رہے ہیں۔ اسلام کے مخصوص پرسنل لا نکاح و طلاق کے مسائل کو جس پر انگریز جیسے جابر قوانین کے رسوائے عالم آرڈر کے نام سے منسوخ کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں اگر عام مسلمان دین کی

Marfat.com

صحیح تعلیم کے لئے اپنی اولاد کو وقف کر کے مدافعت نہیں کریں گے تو اللہ رب العالمین اور اسکے محبوب نبی رحمۃ اللعالمین ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔

کونسا منہ لے کے جاؤ گے خدا کے سامنے
کیا نہ شرم آئے گی حضرت مصطفیٰؐ کے سامنے

کتنا بڑا شیطانی دھوکہ ہے یہ کہ علم دین حاصل کر کے قوم میں عزت باقی نہیں رہتی۔ابھی کل کی بات ہے خود حضرت الاستاد قبلہ حضرت صاحب سرگودھویؒ کے جنازہ پر چالیس ہزار مسلمانوں کا وہ عظیم اجتماع جو سرگودھا ڈویژن کے کسی معزز ترین فرد پر ہزار کوششوں کے باوجود بھی نہیں ہو سکا۔

کیا ان لوگوں کے منہ پر قدرت کا ایک تھپڑ نہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ آج کے دور میں ملاّ بن کر عزت باقی نہیں رہتی۔کیا حضرت مرحوم سرگودھا ڈویژن کے کمشنر تھے؟ کیا آپ فوج یا سول کے کسی بڑے عہدہ پر رہ چکے تھے؟ ملاّ تھے پوری زندگی نہ صرف یہ کہ ملاّ رہے بلکہ مُلاّئیت پر فخر کرتے رہے۔

عزت کے پجاریو

کیا تمہیں تھوڑا عرصہ پہلے شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کے جنازہ کا وہ تاریخی اجتماع یاد نہیں جس کی جلالت شان کی کیفیت اور مخصوص نوعیت کے اعتبار سے سارے ملک میں کوئی نظیر بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔کیا وصال کے وقت صوبہ کے گورنر آپ ہی تھے یا صدرِ مملکت کے عزیز ترین بھائی تھے کلا واللہ دین کا وہ علم جسے حاصل کر کے اور علوم عصریہ سے بے بہرہ رہ کر جس کو آپ ازروئے تذلیل مُلاّ کا لقب عطا فرماتے ہیں یہ اس جوہر کے مالک تھے اور دنیا کو اس مقناطیس نے آپ کے لحد معطر پر آنسو بہانے پر مجبور کیا۔

Marfat.com

حقیقتِ عزت سے ناواقفو

کیا تمہیں ملتان کا وہ انسانی سیلاب بھی بھول گیا۔ جس کا ہر قطرہ امیر شریعت (سید عطاء اللہ شاہ بخاری) کے جنازہ کو کندھا دینے کے لئے بے تاب نظر آ رہا تھا۔ کیا وہ تمہاری اصطلاح کے مطابق مُلّا نہیں تھا۔ بخدا وہ اسی تعلیم کا ماہر تھا اور اس کی اس خصوصیت نے ایک عالم کو اس کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ جسے بے عزتی کا تمغہ سمجھ کر تم اپنی اولاد کے لئے شجرہ ممنوعہ قرار دے رہے۔ علامہ عثمانی اور آزاد رحمھم اللہ تعالیٰ کا تو نام نہ لو کہ انہیں وزارت اور قومی اسمبلی کے ممبری کے سرخاب لگ گئے تھے جو تمہارے مبلغ علم میں عزت کا معراج ہیں اور تمہاری سمجھ کے مطابق قوم نے ان کی عقیدت میں انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔

حضرت مدنی قدس اللہ سرہ کے پاس تاج ملّائیت کے بغیر کیا تھا جس کی رحلت نے حکومتوں کے جھنڈے سرنگوں کر دیئے اور پاک وہند کا تو ذکر ہی کیا دنیائے عرب تک نے اس عجمی نژاد مُلّا کے وصال پرخون کے آنسو بہائے۔ اجازت ہو تو ایک اور مُلّائے اعظم کا ذکر کر کے بھی عزت فانی کے متوالوں کی سمع خراشی کروں جس کی شہرت ہی مُلّائے شور بازار کے نام سے ہوئی یعنی دنیائے علم وتقویٰ کا وہ درخشندہ آفتاب جسے عالم اسلام نے نور المشائخ کے لقب سے پہچانا۔ پاکستان تشریف لائے تو وزراء تک ان کے سامنے گھٹنے ٹیک کر حاضری دیتے رہے۔ پورے ملک میں شاہانہ استقبال ہوا۔ کیا معلوم ہے کہ ان کے جنازہ پر لاکھوں مسلمانوں نے آہ بھری سسکیاں پیش کیں۔ پاک وہند اور مصر سے گیارہ ہوائی جہاز اس مُلا کے آخری دیدار کے لئے مسافر بھر کر لائے۔ یوم الجنائز کے ان موجودہ واقعات کے علاوہ حیاتِ دنیا میں مُلّا کی بے عزتی سنیئے۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند مکہ معظّمہ دام عزھا وشرفھا میں مقیم ہیں۔ پان کی خاص قسم کا مجلس میں

Marfat.com

ذکر آجاتا ہے آپ اسے پسند فرماتے ہیں۔عرب کے بازاروں میں وہ مروّج نہیں۔ ہمارے زینت عنوان حضرت سرگودھویؒ کے خلیفہ جناب ارشاد احمد صاحب مجلس میں موجود ہیں۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ سپیشل طور پر کراچی سے اس قسم کا پان منگوانے کا انتظام فرماتے ہیں اور عصر تک اس مُلّا کی پسند کے مطابق پان کی ٹوکری حاضر کر دیتے ہیں۔ یہ اور اس قسم کے بیسیوں واقعات واقعی اس کا ثبوت ہے۔ کہ دینی علم کا جوہر پا کر عزت کی دنیا سے محروم ہی ہو جاتا ہے اور عقل و بصیرت کی آنکھیں بند کر لی جائیں تو یہ دیکھنے میں کیا دشواری پیش آسکتی ہے کہ یہ جو قوم بلا شائبہ مبالغہ لاکھوں روپیہ دار العلوم کراچی، جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن، مخزن العلوم خانپور، خیر المدارس اور قاسم العلوم ملتان، مجلس تحفظ ختم نبوت، جامعہ اشرفیہ اور انجمن خدام الدین لاہور، سراج العلوم سرگودھا اور دار العلوم حقانیہ کے مُلّا قسم مہتممین کے قدموں پر نچھاور کر دیتی ہے۔ یہ واقعی عالم دین کی قوم کی آنکھوں میں بے عزت ہونے کی بڑی دلیل ہے۔عزت اگر چند ٹکوں اور قوتِ ظلم حاصل کر لینے کا نام نہیں تو حقائق موجودہ کے پیش نظر اولین فرصت میں ان لوگوں کو توبہ کر لینی چاہئیے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ دین کا علم پڑھ کر انسان عزت کی دنیا سے نکل جاتا ہے۔ مانا کہ آپ کے سلام کو آپ کے ماتحت دوڑ پڑتے ہیں آپ شاہانہ استقبال کرانے پر بھی قادر ہیں۔ اخباری دنیا آپ کی آمد و رفت کو جلی عنوانات سے پھیلا دیتی ہے لیکن اس میں عزت کا کتنا حصہ ہوتا ہے۔ اقتدار اور عہدوں کے مدوجزر کے طویل تجربہ کے بعد بھی کیا اس میں راز کی کوئی بات رہ گئی ہے اس کے برعکس مُلّا کے دست و بوس تھوڑے سہی بڑے نہ سہی۔ چھوٹے سہی دولت کے پجاری نہ سہی غریب سہی لیکن ایمان سے کہئیے جتنوں نے کیا کیا ان کی آؤ بھگت کرنے میں عزت اور قلبی احترام کے علاوہ کچھ اور بھی ہوسکتا ہے۔ کلا و حاشا ان کی حالت عموماً یہی ہوتی ہے کہ

اے خوش آں عاشق سرمست کہ در پائے حبیب سر و دستار ندانند کدام اندازند

Marfat.com

آپ کہتے ہیں کہ مُلاّ کی آواز نہیں سنی جاتی ہے۔ ان کے مطالبات ٹھکرانے میں اقتدار والے کوئی باک محسوس نہیں کرتے لیکن آپ نے علم دین کے جوہر سے محروم رہ کر کونسا اثر پیدا کیا۔ سینئر اور جونیئر کے مسئلہ پر آپ کی آواز فیصلہ کن ہے۔ تنخواہوں کے مقابلہ میں تو غالباً آپ کی آواز اٹھانے ہی کی دیر ہوگی۔ ہڑتالوں، جلسوں اور جلوس کی تو نہ نوبت آئی اور نہ آئے گی۔ کیونکہ آپ کی آواز مؤثر جو ہے نت نئے ٹیکسوں میں بھی آپ ہی کی خواہشات کا احترام سو فیصد موجود ہے۔ زرعی اصلاحات میں آپ نے بات کی نہیں اور آرڈر منسوخ ہوا نہیں۔ حق یہ ہے کہ

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت

کچھ اپنی عُبا دیکھ ذرا بندِ قُبا دیکھ

اس معاملہ میں دونوں یکساں ہیں۔ آپ کا ذاتی معاملہ ہے جُھک سکتے ہیں۔ دنیوی معاملہ ہے سودا بازی کر سکتے ہیں لیکن مُلاّ دین کے معاملے میں نہ جُھک سکتا ہے نہ سودا بازی کر سکتا ہے۔ بہرحال دین کا علم بشرطیکہ ہو دین کا علم عزیز نہ ہونے دے یہ بھی کوئی بات ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے "یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اُوتوا العلم درجٰت" (اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات کو بہت اونچا کیا ہے) اور مسلمان کہلوانے والا اس لئے اسے چھوڑ دے کہ عزت نہیں ملے گی۔ دنیوی عزت کی بات ہو چکی اب دو ایک واقعے دوسری دنیا کے بھی سنئیے۔

(۱) نقشبندیہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت مظہر جان جاناں شہیدؒ کے مجلس انس وقدس میں جب حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ تشریف لانے والے ہوتے تو تھوڑی دیر پہلے ہی حضرت ان کے لئے جگہ فارغ کرا لیتے تھے۔ خدام نے دریافت کیا۔ حضرت کو کشفاً معلوم ہو جاتا ہے کہ قاضی صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ یا کیا بات ہے۔ فرمایا ہاں مجلس میں زمین پر رہنے والے جو فرشتے موجود ہوتے ہیں وہ احتراماً اٹھنے لگتے ہیں تو میں سمجھ جاتا

Marfat.com

ہوں کہ قاضی صاحب آنے والے ہیں۔ (حالات مشائخ نقشبند)

(۲) شمس المشائخ حضرت علامہ افغانی دامت برکاتھم نے ایک مجلس میں فرمایا ہندوستان کے مشہور مجذوب بزرگ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی نے ایک صبح فرمایا۔ سبحان اللہ آج بہت زیادہ فرشتے اترے ہیں نہ معلوم کیا بات ہونے والی ہے۔ پتہ چلا تو اس تاریخ کو حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی کا وصال ہوگیا تھا۔ فرمایئے علم دین حاصل کرنے سے کتنی بے عزتی ہوئی۔

اصل موضوع

غصہ تھوک دیجئیے اور اصل موضوع کو سمجھیئے بات یہ نہیں کہ علوم عصریہ کو ہم غیرضروری یا حرام اور ناجائز سمجھتے ہیں۔ وہ تو آپ کو انگریزوں نے بتلا دیا تھا کہ مُلّا نے انگریزی کو حرام کہہ دیا تم نے "آؤ دیکھا نہ تاؤ" اور مُلّا پر برس پڑے کہ یہ بڑا تنگ نظر ہے۔ یہ ترقی سے روکتا ہے۔ انگریزی ایک زبان ہے اس کا پڑھنا حرام ہے یہ فتویٰ کس نے دیا؟ کب دیا؟ کہاں شائع ہوا؟ دنیا اس کے اثبات سے قاصر ہے لیکن مُلّا کے سر پر یہ الزام تمام عیوب کی بنیاد علوم عصریہ فی وقتنا فرض کفایہ ہے۔ کلرکی کی مشین بننے کے لئے نہیں بلکہ دشمن کے مقابلہ میں کام چلانے کے لئے یہ تفصیل طلب مضمون ہے یہاں اس کی تفصیل مقصود نہیں۔

اس وقت بحث یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے یا نہیں اور ٹینکوں، بموں اور راکٹوں کے مقابلہ میں ایسا ہی دفاعی ساز وسامان کے مہیا کرنے کی طرح الحاد، دہریت، اباحیت، پرویزیت، مرزائیت اور چکڑالویت کا دفاع بھی مسلمانوں کا فریضہ ہے یا کسی اور کا۔ اور کیا یہ ذلیل نظریہ قابل قبول ہے کہ دینی علم پڑھا کر اولاد کو بھوکوں مارنا ہے یا بےعزتی کے حوالہ کردینا ہے۔ اور کیا قوم کا یہ عمل مہلک بلکہ مستاصلِ ملک وملت نہیں کہ علمی

Marfat.com

گھرانوں تک نے اپنی اولاد کو لارڈ میکالے کی یادگاروں کے حوالہ کر دیا۔

بہرحال حضرت الاستاذ سرگودھویؒ نے موجودہ فضا میں اپنی اولاد کو ملّا بنا کر وہ عظیم جہاد کیا ہے جس کا یقینی اجرِ عظیم انہیں آج مل رہا ہوگا۔ ہم سب کو اللہ تعالیٰ آپ کی اس قابل تقلید خصوصیت کا اتباع نصیب فرماویں اور خوانخواستہ کسی وقت اس مفروضہ عزت میں یہ تعلیم رکاوٹ بھی بن جائے تو بھی ہمارا عقیدہ یہی ہو کہ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورہ منافقون آیت ۸) (اور عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے لیکن منافق جانتے ہی نہیں) اور

کامیابی خارج از ملت سے ناکامی بھلی
لطف دشمن سے جو شہرت ہو تو گمنامی بھلی

بے وفا سمجھیں تمہیں اہل حرم اس سے بچو
دیر والے کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی

پختہ ہو کر اپنی شاخ و بُن سے ہوتا ہے جدا
اے ثمر چشمِ محبت میں تیری خامی بھلی

حضور اکرم ﷺ نے مبارک باد تو ان لوگوں کو ہی دی ہے جو دنیا کی نظروں میں بے قدر ہونے کے باوجود دین سے چمٹے رہیں۔

ارشاد ہے بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ (ابتداء میں یہی لوگ اسلام کی قدر نہیں پہچانتے تھے اور پھر بھی ایسا وقت آجائے گا کہ لوگ اس کی قدر نہیں کریں گے اور ایسے وقت میں بھی جو اسلام کے ساتھ رہیں ان کو میری مبارک ہو پہنچے) بلکہ دنیوی عزت کی خاطر دین پڑھنے والوں کو وعید شدید سنائی ہے مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا لِيُصْرِفَ اِلَيْهِ وُجُوْهَ النَّاسِ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ اَوْ كَمَا قَالَ ﷺ (جو شخص اسلئے دین کا علم پڑھے کہ لوگ اس کی

Marfat.com

طرف متوجہ ہوں اسے جنت کی خوشبو بھی نہیں پہنچے گی)

حضور اکرم ﷺ تو دنیوی عزت کی لالچ میں اس علم کے پڑھنے کو اس کی تذلیل تصور فرماویں اور ہم اس لئے اس کو چھوڑتے چلے جائیں کہ مُلّا بننے میں عزت باقی نہیں رہی۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

جو اللہ والے اپنی قدرت بھر کوشش کر کے اپنی اولاد کو ادھر نہیں لگا سکے وہ یقیناً اللہ کے ہاں معذور ہیں۔ انہیں یہ کوثر روحانی اولاد خلفاء اور تلامذہ کی صورت میں مل چکا ہے۔ ہمارا روئے سخن ان گھرانوں کی طرف ہے۔ جو عزت اور رزق کی تلاش میں حضور ﷺ کی وراثت چھوڑ کر دوسرے درسگاہوں میں پہنچ چکے ہیں۔ ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی (دیکھو کس سے رابطہ توڑا اور کس سے جوڑا) استغفر اللہ العظیم و نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

”دردانہ“ دربار ولایت سے آپ کا خطاب

تعزیتی مضامین لکھنے والوں نے بھی لکھا ہے اور ہم نے خود ہی حضرت مرحوم سے سنا تھا کہ آپ کو اپنے شیخ قطب زمان حضرت مولانا احمد خان صاحب صغر سنی ہی میں ”دردانہ“ کا لقب عطا فرمایا تھا۔ اگر آپ کے صرف مذکورہ بالا ہشت گانہ خصوصیات کو پیش نظر رکھا جائے۔ یعنی باقی کمالات جن میں بہت سے ہماری دسترس سے بھی باہر ہیں ان سے قطع نظر بھی کیا جائے تو بھی قطبِ وقت کا ابتداء ہی سے آپ کو دُر کا دانہ سمجھنا واقعی صحیح بر محل اور آپ کے شاندار مستقبل کی صحیح پیشن گوئی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ علم خداوندی میں کسی کی سعادت اور اسی طرح عیاذاباللہ شقاوت بھی ازلی چیزیں ہیں بلکہ تقدیر کتابی میں بھی انسان کی پیدائش سے پہلے ہی اس کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ”جب

Marfat.com

ماں کے پیٹ میں انسان کا گوشت پوست بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیج دیتے ہیں اور وہ اس جنین کے متعلق چار باتوں کا فیصلہ لکھ لیتا ہے۔

(۱) عمل اس کا (۲) اجل اس کی (۳) رزق اس کا

اور (۴) یہ کہ وہ نیک بخت ہے یا معاذ اللہ بد بخت۔ لیکن بعض لوگوں پر سعادت کے آثار اور اسی طرح معاذ اللہ شقاوت کی نشانیاں صِغرسنی ہی سے نمودار ہونے لگتی ہیں۔ جنہیں عام آنکھیں نہیں نور بصیرت اور فراست ایمانی کے ذریعے سے دیکھا جا سکتا ہے۔ آثارِ شقاوت کے ثبوت میں غلام خضر کا قرآنی واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ یعنی خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم ربانی سے جس غلام کو قتل کر دیا تھا اس کے متعلق یہی فرمایا تھا۔ واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرھقھما طغیاناً و کفراً (اور وہ بچے جس کو حضرت خضر نے بالہام خداوندی قتل کر دیا تھا) کے ماں باپ مسلمان تھے خوف اور خطرہ یہ تھا کہ اپنی سرکشی سے ماں باپ کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا اس لئے اللہ کا ارادہ ہوا کہ اس کے بدلے اسے صالح اولاد دیدے۔

باقی رہا آثارِ سعادت کی نمود تو اصل اس باب میں خود سرورِ کائنات فخرِ موجودات جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہی کے واقعات ہیں۔ سیر کی روایات شاہد ہیں کہ عالم طفولیت ہی سے آپ کی ذاتِ پاک میں نبوت کے آثار اور رسالت کے برکات کا ظہور ہونے لگا تھا جنہیں دیکھ کر ہی علماء متقدمین آپ کی نبوت اور خاتمیت کی پیشن گوئیاں کرنے لگ گئے تھے۔ مشکوٰۃ شریف باب المعجزات میں ہے۔ حضور اکرم ﷺ "بارہ سال کی عمر میں" حضرت ابوطالب کے ساتھ تجارتی قافلہ کے ساتھ علاقہ شام کو تشریف لے گئے۔ قافلہ جب بحیرہ راہب کے عبادت خانہ کے پاس ٹھہرنے لگا تو باوجود اس کے کہ بحیرہ راہب اس سے پہلے کبھی بھی اس کے پاس نہیں آیا تھا۔ اس دفعہ قافلہ ابھی سامان کھول ہی رہا تھا۔ کہ راہب

Marfat.com

ان کے بیچ میں سے ہوتا ہوا حضور ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا ھٰذَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ ھٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یَبْعَثُہُ اللّٰہُ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ (یہ سب رسولوں کا سردار ہے یہ رب العالمین کا رسول ہے اسے اللہ تعالیٰ رحمت بنا کر تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجنے والے ہیں) لوگوں نے دریافت کیا تم نے کس طرح پہچانا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرمایا کہ جب تم اس گھاٹی سے نکلے تو میں نے دیکھا کہ یہاں کا ہر درخت اور پتھر سجدہ میں گر پڑا۔ حالانکہ یہ چیزیں نبی ہی کی وجہ سے سجدہ میں گرتی ہیں اور میں نے آپؐ کو مہر نبوت کی وجہ سے بھی پہچانا۔ روایت میں ہے کہ اس راہب نے پھر سارے قافلے کی دعوت بھی کی وہ جب ان کے پاس کھانا لایا تو حضور ﷺ کو موجود نہ پایا۔ معلوم ہوا کہ آپؐ اونٹوں کی نگرانی پر تشریف لے گئے اس نے کہا کہ حضور (ﷺ) کو بلایا جائے۔ حضور ﷺ جب تشریف لا رہے تھے تو دیکھا گیا کہ بادل نے آپؐ پر سایہ کیا ہوا ہے اور جب پہنچ کر دھوپ میں بیٹھنے لگے کیونکہ درخت کے سایہ میں لوگوں کے پہلے بیٹھ جانے کی وجہ سے گنجائش باقی نہیں رہی تھی تو دیکھا کہ درخت کا سایہ یکدم آپؐ کی جانب جھک گیا۔ راہب نے کہا دیکھو درخت کا سایہ آپؐ کی جانب کو جھک گیا ہے۔ کہنے والے نے خوب کہا ہے۔

اِنْ کُنْتَ تُنْکِرُہٗ فَاللّٰہُ یَعْرِفُہٗ

وَالْعَرْشُ یَعْرِفُہٗ وَاللَّوْحُ وَالْقَلَمُ

(بعض لوگ اس ذات پاک کی قدر جانیں یا نہ جانیں اسے خدا جانتا ہے۔ عرش جانتا ہے اور لوح وقلم پہچانتے ہیں) بادل کا ہمیشہ آپ ﷺ کے سر پر سایہ فگن ہونے کا دعویٰ تو غالباً صحیح نہ ہو کیونکہ ہجرت کے موقع پر مدینہ طیبہ کے ورود مسعود کے دن صدیق اکبرؓ کا دھوپ کی وجہ سے چادر سے آپؐ پر سایہ کرنے کا واقعہ روایات میں مذکور ہے لیکن بطور معجزہ کے کبھی کبھی اس کا موجود ہونا یقینی ہے۔ جیسا کہ روایات بالا سے ثابت ہوا۔ انفاس العارفین میں بھی حضرت

Marfat.com

شاہ صاحبؒ نے اپنے والد ماجد سے متعلق بڑا عجیب قصہ لکھا ہے۔ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے اپنی ایک بیماری کا واقعہ سناتے ہوئے فرمایا میں نے ایک بزرگ کو خواب یا واقعہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور اکرم ﷺ تمہاری عیادت (بیمار پرسی) کے لئے تشریف لا رہے ہیں اور جس طرف تمہارے پاؤں ہیں اس جانب سے۔ اسلئے بیدار ہوتے ہوئے میں نے اشارہ کیا (ضعف نقاہت کی وجہ سے بول نہ سکا) کہ میری چارپائی ادباً پھیر دو۔ چارپائی پھیر دی گئی۔ مجھ پر غنودگی سی آئی تو اپنے سر کو جناب رسول اللہ ﷺ کی گود مبارک میں پایا۔ ''واہ نصیب اور بیماری کی برکت'' حضور ﷺ نے شفقت بھرے لہجہ میں فرمایا۔ کَیفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ (میرے عزیز بیٹے تم کیسے ہو) شاہ صاحب فرماتے ہیں اس پیار بھرے کلمہ کی حلاوت مجھ پر بہت غالب آئی اور گریہ خوشی اور اضطراب لذت نے مجھے گھیر لیا۔ حضور ﷺ نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا۔ چنانچہ حضور ﷺ کی قمیص مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

دامن سے وہ پونچھتا ہے آنسو
رونے کا آج ہی کچھ اور مزا ہے

فرماتے ہیں اضطراب میں جب کچھ تسکین ہوئی تو دل میں خیال آیا۔ مدت سے موئے مبارک کی آرزو ہے اگر مرحمت فرمائیں تو زہے سعادت۔ حضور ﷺ کو بفضلہٖ تعالیٰ اس خطرہ (دل کے خیال) پر آگاہی ہوئی۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک داڑھی مبارک پر پھیرا اور دو (۲) بال مجھے عنایت فرمائے۔ میرے دل میں خیال آیا یہ بال مبارک بیداری میں بھی میرے پاس ہوں گے یا نہیں۔ حضور ﷺ اس خطرہ سے بھی آگاہ ہوئے اور فرمایا۔ بیداری میں یہ دولت آپ کے پاس رہے گی۔ حضور ﷺ نے صحت کی بھی خوشخبری سنائی اور یہ کہ ابھی تیری زندگی باقی ہے۔

Marfat.com

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں میں بیدار ہوا۔ تو چراغ طلب کر کے بال مبارک ڈھونڈنے لگا مگر یہ معلوم کر کے بے حد افسوس ہوا کہ بال نہیں مل رہے۔ حضور اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوا۔ غنودگی سی آئی۔ آنحضرت ﷺ کی پھر زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیٹا وہ دونوں بال ہم نے حفاظت کی غرض سے تیرے سرہانے کے نیچے رکھ دیئے ہیں وہاں سے نکال لینا۔ فرماتے ہیں بیدار ہوا تو انہیں سرہانے کے نیچے پایا والحمدللہ۔

اس واقعہ کے تحت لکھتے ہیں ان موئے مبارک میں چند خاصیتیں پائیں۔ ایک یہ کہ وہ دونوں موئے مبارک آپس میں لپٹے ہوئے رہتے تھے لیکن جب بھی درود شریف پڑھا جاتا تو علیحدہ کھڑے ہو جاتے تھے۔

دوسری یہ کہ ایک دفعہ کسی کو ان کے موئے رسول اللہ ﷺ ہونے میں شبہ ہونے لگا لیکن جب وہ انہیں دھوپ میں لے گئے تو فوراً ''ابر پارہ ظاہر شد'' بادل کا ٹکڑا ظاہر ہو کر ان پر سایہ فگن ہوا۔ شبہ کرنے والوں میں ایک نے توبہ کی۔ دوسرا تردد میں رہا۔ دوبارہ لے گئے تو بھی یہی ماجرا ہوا۔ دوسرے نے بھی توبہ کی۔ تیسرا ابھی تک متردد رہا اور اسے قضیہ اتفاقیہ سمجھتا رہا۔ تیسری بار لے گئے تو بھی یہی قصہ پیش آیا اور وہ بھی بتوفیق خداوندی تائب ہو گیا ماشاء اللہ والحمدللہ۔ جب حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک کے لئے بھی بطور کرامت واعزاز کے بادل ظاہر ہوا تو خود حضور ﷺ کے لئے تو اس معجزہ میں بہر حال کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ہمارے ضلع کے ایک شاعر صاحب جناب عطاء اللہ خان گنڈہ پور ''جو حضرت الاستاد سرگودھویؒ کی خدمت میں بھی اپنا فارسی کلام پیش کرتے اور خراج تحسین حاصل کیا کرتے تھے'' نے سایۂ بادل کے متعلق خوب تخیل باندھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

تا سایۂ ات بخاک نیفتد ازاں کشید
چترے بہ سروِ قامت بالائے تو سحاب

Marfat.com

یا آفتاب تابِ جمال رخت نداشت

برو ردائے ابر کشید از پئے حجاب

(بادل آپ کے سر پر اسلئے مقرر کر دیا گیا ہے تا کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب آفتاب نے آپؐ کے روئے مبارک کی چمک کو دیکھ لیا تو شرمندہ ہو کر بادل کی چادر سے اپنا منہ چھپالیا)

بہر حال جیسا کہ حضور ﷺ کی ذات پاک میں آثار وانوار سعادت ونبوت بچپن ہی سے اہل دین کو نظر آنے لگے تھے بلکہ اس سے بہت پہلے ارہاصات کا ظہور ہونے لگا تھا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کے طفیل میں حضور ﷺ کی امت کے بعض خواص کو بھی یہ عزت اور کرامت عطا فرمائی گئی کہ بچپن اور طفولیت سے اہل اللہ کو ان کی جبین مبین سے سعادت کے انوار نظر آنے لگتے ہیں۔

مرد حقانی کی پیشانی کا نور

کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید صاحب اور حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب کے متعلق بھی جیسا کہ ان کے حالات میں مرقوم ہے کہ بچپن ہی سے آثار سعادت وولایت ظاہر ہونے لگے تھے۔

سوانح قاسمی میں حجۃ الاسلام حضرت قاسم نانوتویؒ کے متعلق بھی اس قسم کی پیشن گوئیاں آپ کی صغر سنی ہی سے مذکور ہیں۔ قبلہ حضرت الاستاذ سرگودھویؒ کو بھی معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت عظمیٰ سے نوازا۔

قطب زمان حضرت مولانا ابوسعد احمد خانؒ نے آٹھ ہی سال کی عمر میں آپ کی سعادت کے آثار محسوس فرما کر خود ہی خانقاہ کے لئے والدین سے مانگا اور ''دردانہ'' کا خطاب

Marfat.com

عطا فرمایا۔ بعد میں جو بزرگ بقول حضرت بنوری مدظلہ کے بیک وقت خانقاہ، درسگاہ، منبر اور دارالافتاء کی زینت بنے۔ کیا اس کے "دردانہ" ہونے میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے۔ اور کیا ایک ولی اللہ کی فراست ایمانی نے آپ کی ہشت سالگی (آٹھ سالہ عمر) میں جو پیشن گوئی فرمائی تھی وہ حرف بہ حرف پوری نہ ہوئی وہ جس نے فنافی اللہ بزرگوں کے حق میں کہا تھا یقیناً صحیح کہا تھا کہ

فانی است او گفت او گفتِ است

آپ کا سیاسی عقیدہ

انگریزوں نے سالہا سال کی محنت کر کے اپنے خود ساختہ اولیاء اور اپنے ہی خود کاشتہ انبیاء علیہم وماعلیہم کے ذریعہ ہندی مسلمانوں میں یہ ذہن پیدا کرنے کی پوری کوشش کی کہ ملکی معاملات میں دخل دینا مذہبی تقویٰ اور خانقاہی تقدس کے خلاف ہے۔ ولی اللٰہی علوم کے صحیح وارثین بزرگان دیوبند نے اس طلسم کو توڑا اور دین کامل کو زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہونے کا نظریہ سمجھایا۔ یہ صحیح ہے کہ ان بزرگوں میں بعض حضرات نے عملاً ملکی سیاسیات میں تھوڑا حصہ لیا اور تقسیم کار کا اصول اپنا کر زیادہ تر وقت مسلمانوں کی علمی خدمت اور اخلاقی اصلاح میں گزارا۔ لیکن ایک جم غفیر نے عملاً بھی اس میں نہ صرف یہ کہ بھرپور حصہ لیا بلکہ اس کام کا اپنے آپ کو صحیح راہنما اور قائد برحق ہونا بھی ثابت کیا۔ بہرحال اہل کفر یا آئین کفر کے لئے اہل ملک یا بعض کے نزدیک اہل اسلام "علی اختلاف الاحوال یا علی اختلاف الآراء" کو منظّم کرنا اور اہل حق کی جماعت سے مسلمانوں کو وابستہ کرنے کی تلقین کرنا سب کے نزدیک ایک اجماعی اور متفق علیہ مسئلہ رہا۔ اور سب حضرات نے اس کے لئے بڑی جدوجہد فرمائی۔ اسلاف دیوبند کے صحیح جانشین کی حیثیت سے حضرت الاستاذ المرحوم نے بھی (۱) اگرچہ پوری زندگی قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کے مبارک شغل میں گزاری اور

Marfat.com

اولا دامجاد اور مدرسہ عالیہ سراج العلوم سرگودھا جیسے علمی مرکز کو اپنی علمی شغف کا شاہدِ عدل بنا کر چھوڑ گئے۔

(۲) اسی طرح رشد وہدایت کا خانقاہی رنگ بھی اگرچہ بحمداللہ تسرّ الناظرین (ناظرین کی خوشحالی) کا مصداق رہا اور آپ نے گذشتہ اوراق میں اہل اللہ کا قلبی احترام اور کمالات اہل کمال کی قدردانی کے عنوانات میں آپ کے نفس زکیہ کا واقعات کے آئینہ میں اندازہ بھی لگالیا ہوگا۔ لیکن آپ نے اس پر اکتفا نہیں فرمایا۔

حضور اکرم ﷺ کی شان میں فرمایا گیا ہے حریص "علیکم کہ نبی اکرم (ﷺ) تمہاری ہدایت پر بے حد حریص ہیں۔ غالباً غزوہ بدر ہی کی بات ہے کہ جب ایک ایک اونٹ پر کئی مجاہد باری باری سوار ہوتے تھے اور مساوات اسلامی کی معجزانہ مثال قائم کرتے ہوئے سید الاولین والاخرین شہنشاہ کونین ﷺ کی سواری میں بھی دو صحابی شریک تھے اور انہوں نے عرض کیا حضرت آپؐ نہ اتریں ہم ہی آپ کی جگہ چلتے رہیں گے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا "تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور نہ میں درجات آخرت کا تم سے کم حریص ہوں" حضور اکرم ﷺ کے اتباع میں علماء حق میں بھی یہی جذبہ موجزن رہا ہے انہوں نے انواع حسنات میں صرف ایک ہی نوع پر اکتفا نہیں فرمایا۔ وہ صرف ایک ہی جانب سے مدافعت کو کافی نہیں سمجھتے رہے۔ بلکہ درجات آخرت کو بڑھانے کے لئے دائیں بائیں آگے اور پیچھے ہر طرف سے خدمت دین کے لئے تیر، تلوار، نیزہ اور تفنگ تعلیم، تبلیغ، تنظیم، تقریر اور تحریر غرض ہر قوت کو حسب استطاعت اور حسب ضرورت استعمال کرنے کا حرص فرماتے رہے ہیں۔

حضرت الاستادؒ نے بھی اصحاب عزیمت کی طرح مسلمانوں کی طرف درسگاہی اور خانقاہی خدمت پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ دین وملت کے خلاف اقتدار کے مورچوں سے جو حملے ہوتے رہے۔ ان کی مدافعت میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ اخبارات نے آپ کی جو مفصل اور مختصر سوانح

Marfat.com

عمری لکھی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ انگریز کے دور میں آپ نے دشمن اسلام کے مقابلہ کے لئے خلافت کمیٹی اور احرار کا ساتھ دیا اور پاکستان بن جانے کے بعد تو ہماری آنکھوں دیکھی بات ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کو قائم کرنے کے لئے آپ نے جمعیت علماء اسلام کی سرپرستی فرمانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مجلس عاملہ کے رکن رکین رہے۔ عائلی قوانین پر تبصرہ کرنے کے لئے ہفت رکنی کمیٹی کے روح رواں شمالی پنجاب جمعیت علماء اسلام کے کامیاب امیر سرگودھا جمعیت کو اس حد تک بام عروج پر پہنچایا کہ مرکزی دفتر لاہور کے علاوہ پورے مغربی پاکستان کی مرکزی میٹنگ یا ملتان میں ہوتی اور یا پھر صرف سرگودھا میں۔ جمعیت علماء اسلام کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے میں پیش پیش رہے اور گذشتہ انتخابات میں قومی اسمبلی کی سیٹ پر مقابلہ کرنے کے لئے اسی پنجاب کی سرزمین پر جسے شاہ بخاریؒ نے کسی وقت ارض الجواسیس اور معسکر فرنگی وغیرہ القاب سے یاد کیا تھا۔ تمام نتائج سے بے پرواہو کر خود بنفس نفیس آگے بڑھے اور جمعیت کے فیصلہ پر عمل کرنے کو ایک دینی خدمت سمجھنے کی بہترین مثال قائم فرمائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

جمعیت کی نشأۃ ثانیہ سے پہلے مجلس عمل نے تحفظ ختم نبوت کے لئے سردھڑ کی بازی لگائی تو آپ صف اول کے مجاہدین میں گرفتار ہوئے اور نو ماہ تک باہمہ ضعف و پیری اور ناز پروردہ زندگی قید و بند کی صعوبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے سنت یوسفی علی صاحبہا و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام کی یاد تازہ کر دی فرحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

حاصل یہ کہ آپ کے عقیدہ میں ملک میں اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے تنظیم قائم کرنا نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ ضروری تھا خود اس پر عمل فرمایا اور جمعیت علماء اسلام ہی کی سیاسی تنظیم کو برحق جانا اور یہی آپ کے متبعین کا عمل ہونا چاہیے۔ جیل میں ایک مجلس میں جس میں اکابر علماء یاد ایسا آتا ہے کہ حضرت لاہوری، حضرت غور غشتوی، حضرت جالندھری وامثالھم

Marfat.com

تھے اور سب کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائی گئی تھیں۔ آپ نے عاشق سرمست کا یہ شعر اپنے خاص طرز سے ترمیم کے ساتھ پڑھا۔

روز محشر ہر کسے درد ست گیرد نامہٗ
من نیز چوں حاضر مے شوم زنجیر زنداں در بغل

تکملة

آخر میں بطور تکملہ تبرکاً آپ کا ایک مکتوب نقل کیا جاتا ہے۔ مکتوبات بزرگوں کی بہترین میراث ہوتی ہیں میں نہیں کہہ سکتا کہ اس سلسلہ میں حضرت کے منتسبین اور متوسلین و متعلقین میں کون صاحب زیادہ خوش قسمت واقع ہوئے ہیں۔

آپ کے سب سے زیادہ قریب تر اور معتمد علیہ شاگرد اور خلیفہ استاد محترم حضرت مولانا صالح محمد صاحب مدظلہ کے متعلق تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ آپ تو علی الدوام ملازمِ صحبت رہ چکے تھے۔ نصف ملاقات کے خواہاں تو بام حرم سے دور افتادگان ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ حاضرین خدمت۔

آں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است
از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

(جن کے گھر باغوں میں ہوتے ہیں ان کو باغ و بوستان میں جانے کی کیا ضرورت)

وفی الشمس مایغنیک عن زحل (سورج کے ہوتے ہوئے تاروں سے روشنی لینے کی کیا ضرورت ہے)

باقی حضرات اہل تعلق کا ہمیں علم نہیں کہ ان کے پاس مکتوبات محفوظ ہیں یا نہیں۔ احقر سے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں فارسی میں خط لکھتا رہوں گا تو جواب سے سرفراز ہوتا رہوں گا۔ فارسی

Marfat.com

شکراست کا مقولہ مشہور ہی ہے۔ اور حضرت اپنے حسن ذوق سے شکر خوری کے عادی تھے
ہی۔ میرے آباء واجداد رحمھم اللہ تعالیٰ چونکہ فارسی کلام کا خاص ذوق رکھتے تھے۔ ہمارے
مورث اعلیٰ اخوندزادہ مُلّا اصل الدین صاحب جو یہاں کلاچی میں سب سے پہلے وانا
وزیرستان سے آنے والے ہیں کے مہر پر درج ذیل عبارت کندہ تھی۔

مرا در ہر دو عالم ایں یقین است ؎ زد ینہا دین احمد اصل دین است

(مجھے یہ یقین ہے کہ ہر زمانہ میں دین احمد ﷺ ہی دین حق اور اصل ہی ہے)

آپؒ کے صاحبزادے قاضی احمد صاحب جو مجاہد اعظم حضرت سید احمد صاحب شہیدؒ کے
تحریک جہاد کے خاموش اور غیر معروف رکن معلوم ہوتے ہیں ان کی مہر یہ تھی۔

دارد امید شفاعت ز محمد احمد ؎

(احمد کو محمد ﷺ سے شفاعت کی امید ہے) اور آپؒ کے صاحبزادے قاضی محمد اکرم صاحب کی
مہر یہ تھی کہ ؎ در ہر دو جہاں است محمد اکرم

(دونوں جہانوں دنیا و آخرت میں حضرت محمدؐ ہی عزت والے ہیں)

آپ کے خلف رشید اخوندزادہ ملا محمد مسکین صاحب سے متعلق کوئی شعر ذہن میں نہیں مگر
ہمارے جد امجد اور آپ کے صاحبزادہ قاضی عبدالغفار صاحب کی تو ایک مستقل قلمی انشاء
موجود ہے۔ حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب کے وصال پر آپؒ نے جو مرثیہ لکھا تھا وہ فوائد عثمانیہ
میں چھپا ہوا ہے اور جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

؎ ہزار آہ کہ شد منخسف بہ عرفان
بزرگوار جہاں خواجہ حضرتِ عثمان

اور ؎ بگفت مرثیہ ہداز جو شدل غمناک
حزین و غمزدہ عبدالغفار پُر نقصان

Marfat.com

(ہزار افسوس ہے کہ چمکتا ہوا معرفت کا چاند حضرت عثمانؒ گھن میں آگیا یہ مرثیہ پُر گناہ اور حزین و غمگین (قاضی) عبدالغفار نے کہا ہے۔

آپؒ نے اپنے فرزند نازنین والدی الماجد حضرت مولانا قاضی نجم الدین قبلہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاسِ خاطر علم صرف میں ایک فارسی رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ جس کا حمد وثنا پر مشتمل مقدمہ منظوم ہے اور صنعت براعۃ استھلال کے طور پر اس میں اسم، فعل، حرف، ثلاثی، رباعی، خماسی، مجرد، مزید، لازم اور متعدی تمام صرفیانہ اصطلاحات آگئے۔ اس مناجاتی مقدمہ کے اول اور آخر کا شعر یہ ہے۔

کریما باز گرداں خاطرم را   بیمن اسم اعظم از ہواھا

(اے کرم والے خدا میرے دل کو اپنے اسم اعظم کی برکت سے غلط خواہشات سے محفوظ فرماوے) اور

درود از من رسید بر ذات آں پاک   کہ برفرقش درآمد تاج لولاک

(میرا درود اس پاک اور معصوم ذات کو پہنچا دو کہ جس کے سر مبارک پر لولاک کا تاج آپ نے رکھ دیا ہے یعنی اگر تو دنیا میں آنے والا نہ ہوتا تو آسمانوں اور زمینوں کو بھی پیدا نہ کرتا)

سیدی والدی الماجد حضرت مولانا قاضی محمد نجم الدین صاحب نے شعر گوئی کا شغل تو نہیں رکھا تاہم حسب موقع مضمون کو موزون کرنے سے دلچسپی ضرور رکھتے تھے۔ مخدومی حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب جالندھری دامت برکاتھم کے غالباً بھائی صاحب کی وفات پر آپ نے فرمایا تھا۔

فانیست جہاں ہیچ نماند بجز از خیر
کافی است مرا در دو جہاں خیر محمد

(جہاں فانی ہے خیر کے بغیر ہر چیز ختم ہو جاوے گی میرے لئے دونوں جہانوں میں محمد کا خیر

Marfat.com

کافی ہے)ایک کتاب پرآپ کی یہ تحریر موجود ہے۔

دین احمد رایقین کن نجم دین
منکر او ازشیاطین بدتریں

(حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر یقین رکھا اے نجم الدینؒ کیونکہ اس کا منکر شیاطین سے بدترین ہے)اپنے مکاتیب میں بھی رقت انگیز فارسی اشعار کا عام طور پر استعمال فرمایا کرتے تھے اپنے معظم اور محبوب شیخ مولا یم حضرت نور المشائخ قدس اللہ سرہ کو!ایک خط میں لکھا۔

خوش مے پری بلند فراموشیت مباد
ازحال ما کہ خستہ پریم وشکستہ بال

(آپ بحمد اللہ بہت اونچا اڑ رہے ہیں خدا کرے ہم جیسے شکستہ پَر لوگوں کو بھول نہ جائیں۔
ایک دوسرے مکتوب میں لکھا ہے۔

ماخود بگردِ دامن مردے نمی رسیم
شاید کہ گردِ دامن مردے بما رسید

(ہم تو بے ہمتی کے باعث کسی کے دامن تک پہنچنے سے قاصر رہے۔البتہ ممکن ہے بہ عنایت خداوندی کسی اللہ والے کے دامن کی ہوا ہم کو لگ جائے)
ایک اور خط میں تحریر فرمایا

اگرچہ نیک نیم خاک پائے نیکانم
عجب کہ خشک بماند سفال ریحانم

(میں اگرچہ نیک نہیں لیکن بفضلہٖ نیک لوگوں کے پاؤں کی خاک ہوں تعجب ہے کہ جو رحمت نیکوں پر برسے گی ان کے قدموں کی مٹی کیسے خشک رہ جاویگی)
ایک منقش گلاس میں یہ شعر کندہ کرایا اور یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت اقدس موصوف قدس سرہ کو بطور ہدیہ بھیجایا حضرت الاستاذ سرگودھویؒ کو۔شعر یہ تھا۔

Marfat.com

روان تشنۂ مارا بجرعہ دریاب

کہ مے دہند زلال خضر بجام جمت

(ہماری تشنہ روح کو بھی ایک گھونٹ عطا فرماویں کیونکہ حضرت خضر کا ٹھنڈا اور میٹھا پانی آپ کے گلاس کے ذریعہ تقسیم کیا جارہا ہے)موقع سے یاد آیا کہ کئی موقع پر حضرت الاستاذ سرگودھویؒ نے لفظ خضر کے تلفظ میں خضر بفتح الخاء وکسر الخاء کی اصلاح فرمائی تھی۔

قارئین سے معذرت کے ساتھ نغمة فی الطنبور دوایک تُک بندیاں اپنی بھی لکھتا جاؤں۔ تاکہ قافیہ گل یاقرین السعداء بحیث لا یشقی جلیسهم (صلحاء کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا) بننے کی سعادت حاصل کرسکوں۔استاذ الہند والحجاز شیخ العرب والعجم حضرت مدنیؒ کے وصال پر ''اشک ہائے غم'' میں یہ دوشعر بھی ہیں۔

از وصال شیخ وقت ایں دل حزیں چوں بدامن اشک بود اندوہ گیں

ہاتفش گفتہ کہ آں سلطان دیں رفت از دنیا وشد سدرہ نشین

(شیخ وقت حضرت مدنیؒ کے وصال پر یہ غمگین جب رو رہا تھا تو ہاتف غیبی نے سنایا کہ سلطان دین (حضرت مدنیؒ) دنیا سے جا کر سدرہ نشین (جنت میں رہنے والا) ہوگیا۔

مولائم حضرت نور المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے جانشین ضیاء المشائخ حضرت محمد ابراھیم جان آغا دامت برکاتھم کی خدمت میں نذرانہ عقیدت میں یہ دعا اور التجا بھی شامل ہے۔

بعمر خضر شوی شرق وغرب را سلطان کسے نخواست ترا ختہ بادردو جہاں

بہ شکر آنکہ خدا داشتہ است سرافراز طفیل نور مشائخ نگاہ لطف انداز

(آپ عمر خضر کے ساتھ مشرق اور مغرب کے روحانی بادشاہ رہیں۔ جو آپ کو نہ چاہے۔ دونوں جہان میں برباد ہوں۔اس شکرانہ میں کہ آپ کو خداوند کریم نے سرفراز بنایا ہے۔اپنے والد ماجد نور المشائخؒ کے طفیل سے ہم پر بھی عنایت کی کوئی نظر ڈال دیں)

Marfat.com

بہر حال اس خاندانی ذوق کے ماتحت حضرت الاستاذؒ کو ایک فارسی عریضہ لکھا تو آپ نے از راہ ہمت افزائی اس پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ فارسی میں خط لکھتے رہو گے تو جواب دیتا رہوں گا۔ دو چار دفعہ حکم کی تعمیل ہوئی تو حضرت نے جواب سے سرفراز بھی فرمایا لیکن میری نالائقی کی ان صحیفۂ ہائے شفقت کو محفوظ نہ رکھ سکا۔

گذشتہ سال ۱۴ محرم ۱۳۸۵ھ کو ہم لوگ سیدی الوالد الماجد رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ کی رحلت کے صدمہ سے دوچار ہوئے تو حضرت مرحوم نے بطور تعزیت کے یہ عنایت نامہ ارسال فرمایا مکتوب خوشخطی کا ایک نمونہ ہے۔ اور مضمون شفقت کی اپنی آپ مثال ہے جس کی نقل درج ذیل ہے۔ احقر محمد شفیع عفی عنہ از سرگودھا

عزیز محترم جناب قاضی صاحب سلمہ

سلام مسنون سانحہ جانکاہ

حضرت مخدوم کا نا قابل تلافی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خطوط سے یہ تعزیت نہیں ہوسکتی۔ چونکہ عرصہ تین ماہ سے احقر مریض ہے۔ ضعف بدرجہ کمال ہے۔ اس خیال سے خط میں دیری ہوئی کہ خود حاضر ہوکر عزیزوں کی دلجوئی کروں مگر کمزوری بڑھتی گئی۔ اب جبکہ اتنا لمبا سفر ناممکن معلوم ہوا تو بامر لاچاری عریضہ لکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مخدوم کو اعلیٰ علیین میں رکھے اور عزیزان کو صبر واستقامت بخشے۔

والسلام

حضرت الاستاد (سرگودھویؒ) کے وصال کے بعد احقر نا کارہ عبدالکریم (غفرلہ ولوالدیہ) نے ایک خواب دیکھا کہ ہمارے گھر کلاچی کے ایک کھلے دالان میں جس کا طول غالباً نو (۹) گز تھا۔ مشرقی کونے کے آخر میں ایک چارپائی پر حضرت الاستاذؒ لیٹے ہوئے تھے اور مغربی کونے کے آخری چارپائی پر میرے والد ماجد (قاضی محمد نجم الدین صاحبؒ) لیٹے ہوئے ہیں۔

میں راقم الحروف نے حضرت الاستاذؒ سے کوئی بات کہتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت

Marfat.com

نے فرمایا تو استاد مرحوم و مغفور نے فرمایا۔ حضرت سے مراد کون ہے؟ میں نے عرض کیا آپ ہیں تو حضرت الاستاد نے انگلی سے میرے والد ماجدؒ کے طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا حضرت وہ ہیں۔ بس اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ ماشاء اللہ والحمدللہ۔

ہزار شکر کہ ہستم میاں دو کریم یہ استاد اور وہ والد

اللّٰھمّ فاجعل آخر کلامنا کلّنا لا آلہ الا اللہ محمّد رسول اللہ ﷺ . آمین ثم وثم الی ما لانھایة لھا

۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

یکم فروری ۲۰۰۷ء

===============================

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی ایک اور عظیم تاریخی پیشکش

جمالِ انورؒ

تذکرہ وسوانح علامہ انور شاہ کشمیریؒ

مولانا عبدالقیوم حقانی

سلسلۂ نسب' ولادت' والدین' تحصیلِ علم' تعلیم وتربیت' تذکرۃ الاساتذہ' دارالعلوم دیوبند میں کسبِ فیض اور تدریس کا آغاز' کارعلمی تبحر' بے مثال حافظہ' ذوقِ مطالعہ اور حیرت انگیز مطالعاتی یادداشتیں طالبانِ علومِ نبوت پر شفقت' تشجیع وتربیت' تسامح وعنایت' بے تکلفی وظرافت' محدثانہ جلالتِ قدر' تدریسی خصوصیات' تجدیدی کارنامے' محققانہ مباحث' مجتہدانہ افاضات' درسی معارف وافادات' تصنیف وتالیف اور تحقیق کے نادر نمونے وشہ پارے' ذوقِ شعر وادب' افادات' ملفوظات' رخِ انور کی تابانیاں' حسنِ صورت وسیرت کا مرقع' دلبرانہ ادائیں ومعصومیت' اتباعِ سنت کا اہتمام' خودداری واستغناء اور مخلوقِ خدا پر شفقت' سلوک وتصوف اور صفائے باطن کا اہتمام' احترام واطاعتِ اساتذہ' حضرت گنگوہیؒ سے عشق ومحبت' عبدیت وانابت' معاصی سے اجتناب اور نفرت' عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قادیانیت کا تعاقب' حضرت امام کشمیریؒ کا سفرِ آخرت' دوتاریخی دستاویزات :ا۔مقدمہ بہاولپور کی تفصیلی رپورٹ ۲۔علامہ رشید رضا کی آمد پر علماءِ دیوبند کے عقائد' مسلک ومنہج پر مفصل خطاب۔

صفحات : 298 .... قیمت : 120 روپے

300 روپے بھیجنے پر ''جمالِ انورؒ'' کے ساتھ ساتھ ماہنامہ ''القاسم'' بھی ایک سال کے لئے جاری کردیا جائے گا۔

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

فون نمبر 0923-630237 .... فیکس : 0923-630094

Marfat.com

توضیح السنن

شرح

آثار السنن للامام النیموی رحؒ

(دو جلد مکمل)

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

آثار السنن سے متعلق مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کی تدریسی، تحقیقی، درسی افادات اور نادر تحقیقات کا عظیم الشان علمی سرمایہ، علم حدیث اور فقہ سے متعلق مباحث کا شاہکار، مسلک احناف کے قطعی دلائل اور دلنشین تشریح، معرکۃ الآراء مباحث پر مدلل اور مفصل مقدمہ اور تحقیقی تعلیقات اس پر مستزاد۔

کاغذ، کتابت، طباعت، جلد بندی اور اب نئے کمپیوٹرائزڈ چار رنگہ ٹائٹل، ہر لحاظ سے معیاری اور شاندار، اساتذہ، طلباء اور مدارس کے لئے خاص رعایت۔

صفحات : 1376 ...... ریگزین ...... قیمت : 600 روپے

القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس' خالق آباد، ضلع نوشہرہ، سرحد، پاکستان

Marfat.com

ماہنامہ القاسم
کی دسویں
خصوصی اشاعت

تعارف و تبصرۂ کتب نمبر یعنی

حقانی تبصرے

2006ء میں ماہنامہ القاسم کو موصول ہونے والی تقریباً 200 جدید مطبوعات پر
مولانا عبدالقیوم حقانی کی قلم سے تبصرہ و تعارف

فروغِ علم وادب، ذوقِ مطالعہ اور ترویجِ کتاب کی ایک ادنیٰ سی کوشش، قرآنیات، تفسیر و حدیث، فقہ واحکام، حِکَم و مصالح، سیرت، خاندانِ نبوت، تذکارِ صحابہؓ، تذکرہ و تاریخ، سوانح، درسی کتب، تعلیقات و شروحات، مضامین، مقالات و مکتوبات، مواعظ و خطبات، رسائل و جرائد، خصوصی اشاعتیں، ادبیات اور ردّ فرقِ باطلہ اور دیگر اہم موضوعات پر تیرہ (۱۳) ابواب پر مشتمل۔

اپنی نوعیت کی پہلی عظیم علمی دستاویز، رسائل و جرائد اور اسلامی صحافت کی دنیا میں پہلی منفرد کاوش

صفحات تقریباً 300، مضبوط جلد بندی، ہدیہ صرف 150 روپے۔ قارئین اگر 300 روپے یا اسی مالیت کی ڈاک ٹکٹ بھیج دیں تو مندرجہ بالا خصوصی اشاعت سمیت ایک سال کے لئے ماہنامہ القاسم بھی حاضرِ خدمت ہوتا رہے گا۔

ماہنامہ ''القاسم'' جامعہ ابوہریرہؓ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان
فون : 0923-630237.........موبائل : 0333-9102770

Marfat.com

ماہنامہ القاسم کی
گیارہویں خصوصی اشاعت

مکاتیب الکریم نمبر

اکابر علماءِ دیوبند کے قافلۂ علم و عزیمت کے معتمد و رفیقِ خاص

شیخ التفسیر حضرت مولانا **قاضی عبدالکریم** صاحب کلاچوی فاضلِ دیوبند
کے مبارک ہاتھوں سے مولانا عبدالقیوم حقانی کے نام لکھے ہوئے
علمی، ادبی، تاریخی اور اصلاحی مکاتیب

کا دلچسپ، انوکھا اور حسین گلدستہ، علوم و معارف کا گنجینہ، سلفِ صالحین بالخصوص اکابرینِ دیوبند کے واقعات و حکایات کا خزینہ، دلچسپ مشاہدات و تجربات کا نچوڑ، احسان و سلوک کا عطر، علم و ادب، اَمثال و اَشعار اور لطائف و ظرائف کا دلآویز مرقع، بیسیوں جدید و قدیم کتب کا تعارف، فقہ و فتاویٰ کی نادر مثالیں، حکومت و سیاست اور فرقِ باطلہ کا بھرپور تعاقب، تواضع و عبدیت، اخلاص و للّٰہیت اور روحانی معمولات، دلچسپ اس قدر کہ ایک بار پڑھیے، پھر بار بار پڑھتے رہیئے۔ 400 سے زائد صفحات، جون تک منظرِ عام پر آجائے گا۔ انشاء اللہ۔

خصوصی اشاعتوں میں پہلی مرتبہ کسی زندہ علمی شخصیت کا مکاتیب نمبر

اب کے بار خصوصی اشاعت بھی چھپے گی اور ماہنامہ القاسم بھی بدستور چھپتا رہے گا۔
القاسم کے قارئین خصوصی اشاعت کے لئے 300 روپے ہدیہ کے بجائے صرف سو (۱۰۰) روپے یا اسی مالیت کے ڈاک ٹکٹ پیشگی بھیج دیں تو گیارہویں خصوصی اشاعت بھی ان کی خدمت میں بھیج دی جائے گی۔ نئے خریدارانِ القاسم سالانہ چندہ 200 + 100 = 300 روپے بھیج کر بذریعہ ڈاک سال بھر کے القاسم سمیت خصوصی اشاعت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

رابطہ کے لئے: **ماہنامہ القاسم، جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان**

فون: 0923-630237 .... موبائل: 0333-9102770

Marfat.com

امامِ اعظم ابوحنیفہؒ

کے حیرت انگیز واقعات

از ! مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

اردو کی سب سے پہلی اور کامیاب کاوش، فکر ونظر، علم وعمل، تاریخ وتذکرہ، اخلاص وللّٰہیّت، طہارت وتقویٰ، سیاست واجتماعیت، تبلیغ واشاعتِ دین، تعلیم وتدریس، غرض ہمہ جہت جامع، نفع بخش، کمپیوٹرائزڈ ٹائٹل، مضبوط جلد بندی اور شاندار طباعت۔

صفحات : 272 .... قیمت : =/120 روپے

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

روئے زیبا صلی اللہ علیہ وسلم کی تابانیاں

مولانا عبدالقیوم حقانی

مجبوبِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زُلفیں، اقسام واحکام، مانگ، تیل، کنگھی، سرمے، لباسِ مسنون واعتدال، لباسِ فقر و فاخرہ میں فرق، گذرانِ اوقات، مجموعۂ فقر وغنا اور روئے زیبا کے موضوع پر شمائل ترمذی کے اڑتالیس (۴۸) احادیث کی مفصل توضیح وتشریح ......

صفحات : 160 .... قیمت : -/75 روپے

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ

سرحد پاکستان ...... فون : 630237(0923) فیکس : 630094

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ، عظیم اور شاہکار علمی پیش کش

شرح شمائل ترمذی

(تین جلد مکمل)

ایک نادر تحفہ

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

ایک عظیم خوشخبری

حدیث کی جلیل القدر کتاب شمائل ترمذی کی سہل و دلنشین تشریح، سلجھی ہوئی سلیس تحریر، اکابر علماءِ دیوبند کے طرز پر تفصیلی درسی شرح، لغوی تحقیق اور مستند حوالہ جات، متعلقہ موضوع پر ٹھوس دلائل و تفصیل، رواۃِ حدیث کا مستند تذکرہ، متنازعہ مسائل پر تحقیق اور قولِ فیصل، معرکۃ الآراء مباحث پر جامع کلام، علماءِ دیوبند کے مسلک و مزاج کے عین مطابق، جمالِ محمد ﷺ کا محد ثانہ منظر، نہایت تحقیقی تعلیقات اور اضافے، اردو زبان میں پہلی بار منصۂ شہود پر ...... جدید ایڈیشن میں تمام حوالہ جات اور عربی عبارات کا بھی اردو ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

صفحات : 1608 .... ریگزین ...... قیمت : 800 روپے

القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

مولانا عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات

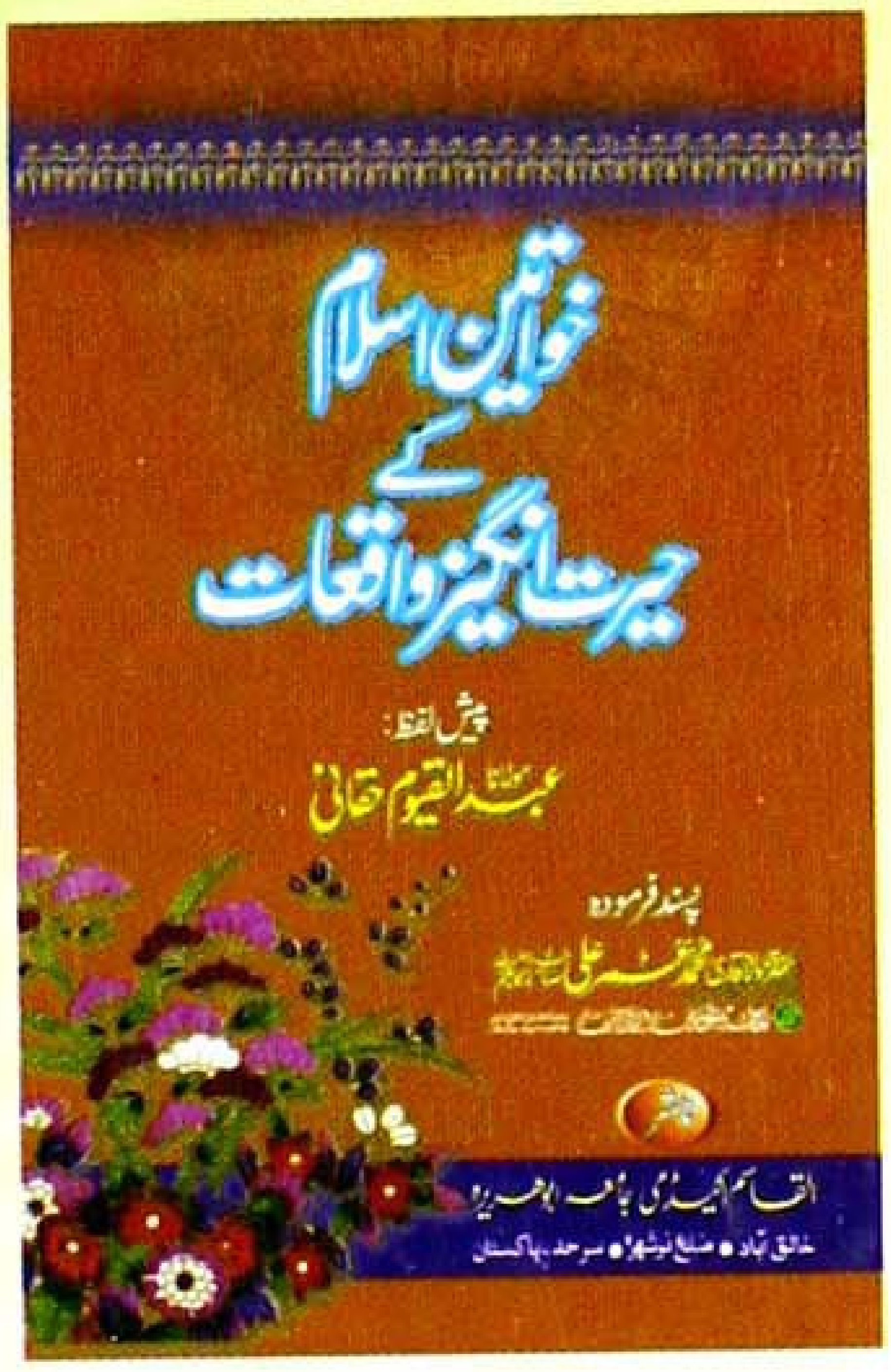

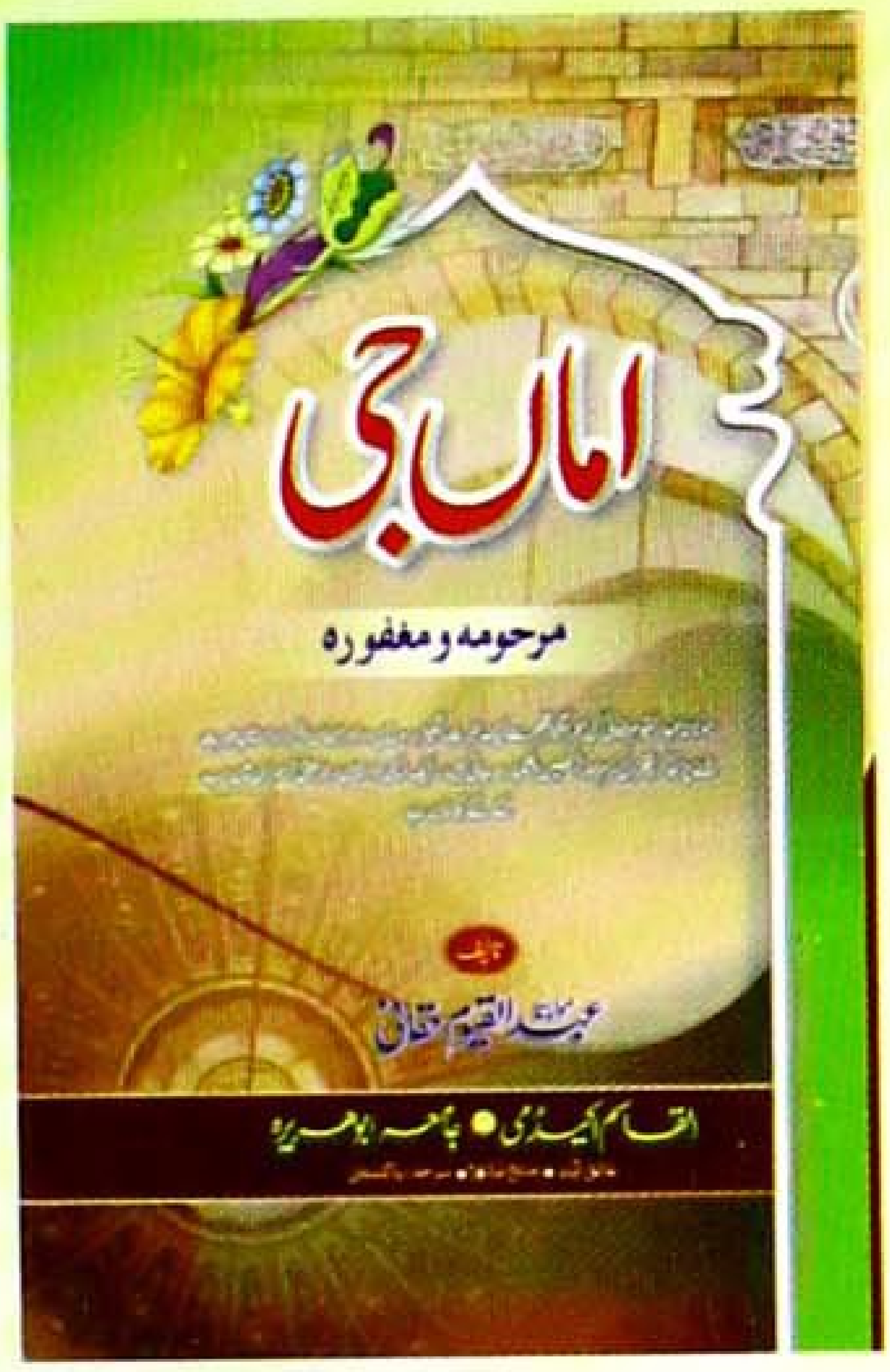

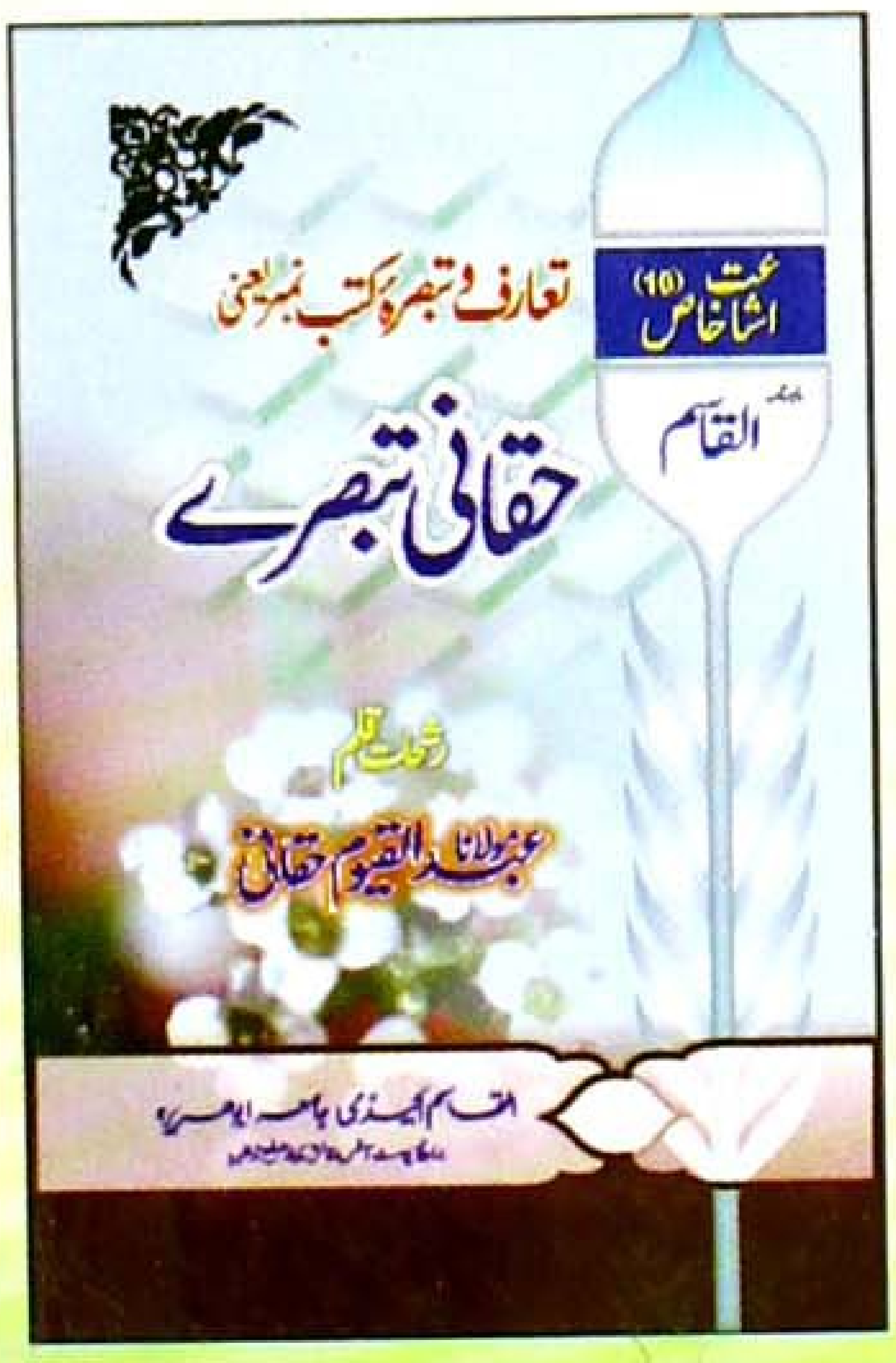

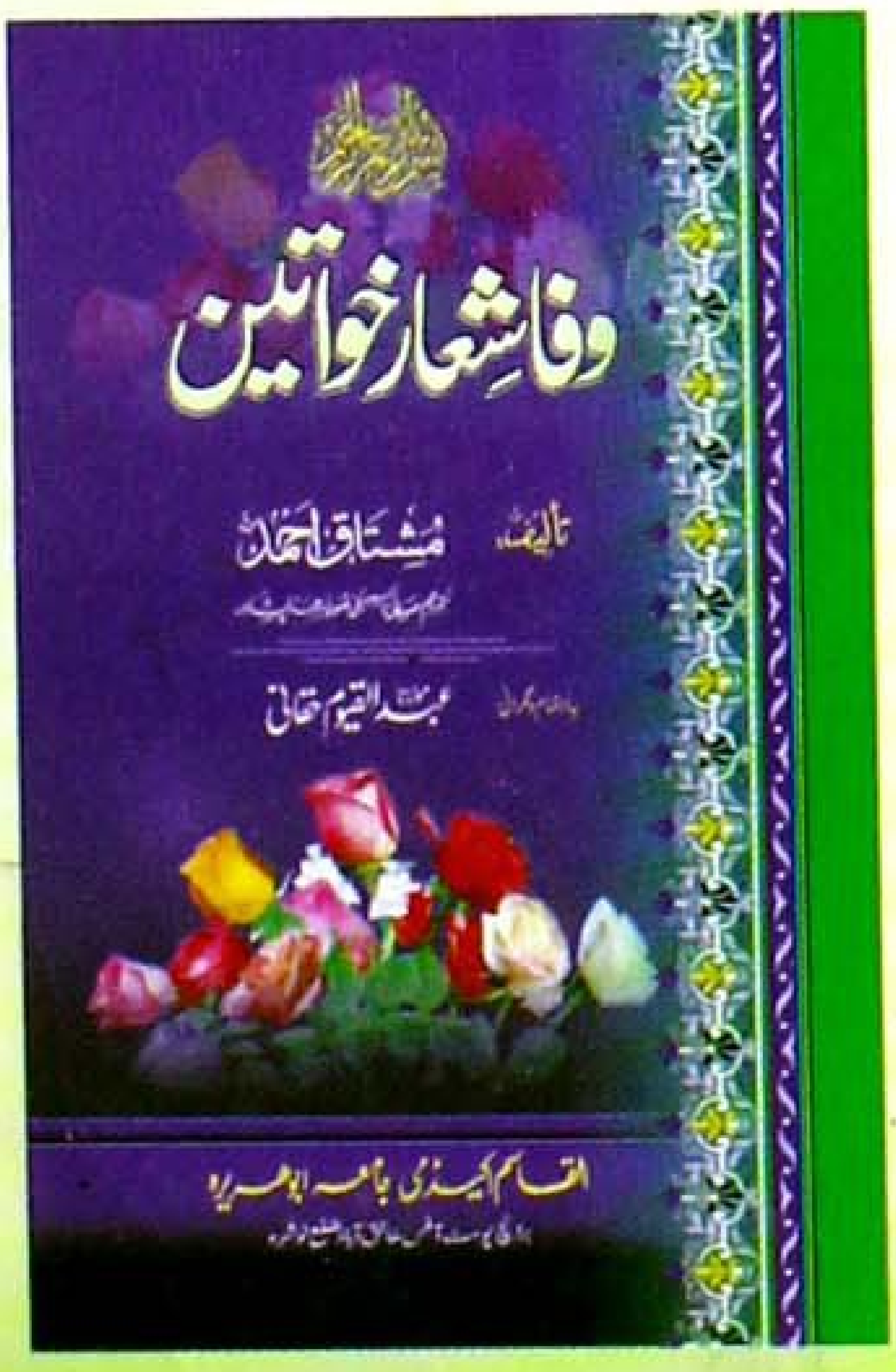

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

Marfat.com